ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

نافرمانی کو ختم کرنے کیلئے حقوق کی تفصیل

الحقوق لطرح العقوق

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

الحقوق لطرح العقوق

۱۳۰۷ھ

(نافرمانی کو ختم کرنے کے لئے حقوق کی تفصیل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۵۸ تا ۱۶۱ ۱۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین ان مسائل میں:

مسئلہ اولٰی

پسر نے اپنے باپ کی نافرمانی اختیار کرکے کل جائداد پدر پر قبضہ کرلیا اور باپ کے پاس واسطے اوقات بسری کے کچھ نہ چھوڑا بلکہ درپئے تذلیل وتوہین پدر کے ہے اور اللہ جل شانہ نے واسطے اطاعت پدر کے کلام اپنے میں فرمایا ہے، صورت ہذا میں اس نے خلاف فرمودہ خدا کیا وہ منکرِ حکم خدا ہوا یا نہیں؟ اور منکرِ کلامِ ربانی کے واسطے کیا حکم شرع شریف ہے؟ اور وہ کہاں تک گنہگار رہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

پسر مذکور فاسق فاجر مرتکب کبائر عاق ہے اور اسے سخت عذاب وغضبِ الٰہی کا استحقاق

باپ کی نافرمانی اللہ جبار و قہار کی نافرمانی ہے اور باپ کی ناراضی اللہ جبار و قہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ ہیں۔ جب تک باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی عملِ نیک اصلاً قبول نہ ہوگا۔ عذابِ آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی مرتے وقت معاذ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

طاعة الله طاعة الوالد و معصية الله معصية الوالد۔ رواه الطبرانی[1] عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه۔

اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت، اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت (طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رضا الله فی رضا الوالد و سخط الله فی سخط الوالد۔ رواه الترمذی[2] وابن حبان فی صحيحه والحاكم عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما۔

اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے (ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

هما جنتك و نارك۔ رواه ابن ماجة[3] عن ابی امامة رضی الله تعالیٰ عنه۔

ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں (ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الولد اوسط ابواب الجنة فان شئت فاضع ذلك الباب او احفظه۔ رواه

والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۲۲۷۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/۱۳۴

[2] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین امین کمپنی دہلی ۲/۱۲

[3] سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب برالوالدین ایچ ایم سعید کمپنی دہلی ص ۲۶۹

25

الترمذی[1] فی صحیحه و ابن ماجة و ابن حبان عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنه۔

سے کھودے خواہ نگاہ رکھ (ترمذی نے اپنی صحیح میں اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوالدرداء سے اسے روایت کیا۔ ت)

پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثة لایدخلون الجنة العاق لوالدیه والدیوث والرجلة من النساء[2]۔ رواہ النسائی والبزار باسناد جید والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما۔

تین اشخاص جنت میں نہ جائیں گے، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور دیّوث اور وہ عورت کہ مردانی وضع بنائے۔ (نسائی اور بزار نے اسناد جید کے ساتھ اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

چھٹی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثة لایقبل اللہ عزوجل منهم صرفا ولاعدلا عاق ومنان ومکذب بقدر۔ رواہ ابن ابی عاصم فی السنة[3] بسند حسن عن ابی امامة رضی اللہ تعالٰی عنه۔

تین شخصوں کا کوئی فرض ونفل اللہ تعالٰی قبول نہیں فرماتا: عاق اور صدقہ دے کر احسان جتانے والا اور ہر نیکی و بدی کو تقدیر الٰہی سے نہ ماننے والا (ابن ابی عاصم نے السنۃ میں سند حسن کے ساتھ ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

ساتویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل الذنوب یؤخر اللہ منها ماشاء الی یوم القیمة الا عقوق الوالدین فان اللہ یعجله لصاحبه فی الحیاة قبل الممات

سب گناہوں کی سزا اللہ تعالٰی چاہے تو قیامت کے لئے اٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۲

[2] سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب المنان بما اعطی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۳۵۷

المستدرک للحاکم کتاب الایمان ثلاثۃ لایدخلون الجنۃ دارالفکر بیروت ۱/ ۷۲

[3] العلل المتناہیۃ باب ذکر القدر والقدریۃ حدیث ۲۳۹ دارنشر الکتب الاسلامیہ ۱/ ۱۵۱

مجمع الزوائد باب ماجاء فیمن یکذب بالقدر دارالکتاب العربی بیروت ۷/ ۲۰۶

رواہ الحاکم[1] والاصبہانی والطبرانی عن ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (حاکم اور اصبہانی اور طبرانی نے ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

آٹھویں حدیث میں ہے، ایک جوان نزع میں تھا اسے کلمہ تلقین کرتے تھے نہ کہا جاتا تھا یہاں تک کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا: کہہ لا الٰہ الا اللہ، عرض کی نہیں کہا جاتا۔ معلوم ہوا کہ ماں ناراض ہے، اسے راضی کیا تو کلمہ زبان سے نکلا۔ رواہ الامام احمد[2] والطبرانی عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ (امام احمد اور طبرانی نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

مگر ان امور سے وہ عاصی اور اس کا فعل مخالفِ حکمِ خدا ہوا، اس کا منکرِ خدا ہونا لازم نہیں آتا جب تک یہ نہ کہے کہ باپ کی اطاعت شرعاً ضروری نہیں یا معاذ اللہ باپ کی توہین و تذلیل جائز ہے جو مطلقاً بلا تاویل ایسا اعتقاد رکھتا ہو وہ بے شک منکرِ الٰہی ہوگا اور اس پر صریح الزام کفر، والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ

سوتی مادر پر تہمت بدطرح طرح کی لگائے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور سوتیلی مادر کا حق پسرِ علاتی پر ہے یا نہیں؟

الجواب

حقوق تو مسلمان پر ہر مسلمان رکھتا ہے اور کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرام قطعی ہے خصوصاً معاذ اللہ اگر تہمت زنا ہو، جس پر قرآن عظیم نے فرمایا:

یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مؤمنین[3]۔ (اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔)

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ باب کل الذنوب یؤخر اللہ ماشاء منہا دارالفکر بیروت ۴/ ۱۵۶
کنزالعمال حدیث ۴۵۵۴۵ بیروت و الدرالمنثور تحت آیات ۱۷/ ۲۳، ۲۴ و ۴/ ۱۷۴
[2] شعب الایمان حدیث ۷۸۹۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۹۸
ف: تلاش کے باوجود احمد و طبرانی سے ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی شعب الایمان میں انہی الفاظ سے ملاحظہ ہو۔
[3] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۷

تہمتِ زنا لگانے والے کو اسّی کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ کو اس کی گواہی مردود ہوتی ہے اللہ تعالٰی نے اس کا نام فاسق رکھا، یہ سب احکام ہر مسلمان کے معاملے میں ہیں اگرچہ اس سے کوئی رشتہ علاقہ اصلاً نہ ہو، اور سوتیلی ماں تو ایک عظیم و خاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اس کی تعظیم و حرمت اس پر بلاشبہہ لازم، اسی حرمت کے باعث رب العزت جل وعلا نے اسے حقیقی ماں کی مثل حرام ابدی کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابر البر صلة الرجل اھل ود ابیہ۔ رواہ مسلم[1] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

بیشک سب نکوکاریوں سے بڑھ کر نکوکاری یہ ہے کہ فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے (مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ نکوکاری کے طریقوں میں یہ بھی شمار فرمایا:

واکرام صدیقھما۔ ابوداؤد[2] وابن ماجۃ و ابن حبان فی صحاحھم عن مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ان کے دوست کی عزت کرنا۔ (ابو داؤد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام تو اسکی منکوحہ اس کی ناموس کی تعظیم و تکریم کیوں نہ احق و آکد ہوگی خصوصاً جبکہ اس کی ناراضی میں باپ کی ناراضی ہو کہ باپ کی ناراضی اللہ تعالٰی کی ناراضی ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ثالثہ

اولاد پر حقِ پدر زیادہ ہے یا حقِ مادر؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم، قال اللہ تعالٰی:

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۱۴

[2] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۴۴
سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب صل من کان ابوک یصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۹

ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا[1]

اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی، اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے، اور اسے جنا تکلیف سے، اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہے۔

اس آیہ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کرکے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو جو اسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اشد واعظم ہو گیا شمار فرمایا اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک[2]

تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں کہ پیٹ میں رکھا اسے اس کی ماں نے سختی پر سختی اٹھا کر، اور اس کا دودھ چھٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رکھی کہ انھیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمار کیا، فرماتا ہے، شکر بجا لا میرا اور اپنے ماں باپ کا، اللہ اکبر اللہ اکبر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں:

سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأۃ قال زوجھا قلت فای الناس اعظم حقا علی الرجل قال امہ۔ رواہ البزار بسند حسن والحاکم[3]۔

یعنی میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے، فرمایا شوہر کا، میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے، فرمایا اس کی ماں کا۔ (بزار نے بسند حسن اور حاکم نے اسے روایت کیا۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴۶/ ۱۵
[2] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴
[3] المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ اعظم الناس حقا علی الرجل امہ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۷۵

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احق الناس بحسن صحابتی قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال ابوك۔ رواہ الشیخان[1] فی صحیحھما۔

ایک شخص نے خدمتِ اقدس حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ سب سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے کہ میں اس کے ساتھ نیک رفاقت کروں، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیرا باپ۔ (امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بابیہ۔ رواہ الامام احمد وابن ماجۃ والحاکم والبیھقی فی السنن[2] عن ابی سلامۃ۔

میں ایک آدمی کو وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اس کے باپ کے حق میں۔ (امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے سنن میں ابی سلامہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

مگر اس زیادت کے یہ معنے ہیں کہ خدمت میں، دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو، یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے

---

[1] صحیح البخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۸۳
صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب بر الوالدین " " " ۲/۳۱۲
[2] مسند احمد بن حنبل حدیث خداش ابی سلامہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۳۱۱
سنن ابن ماجہ ابواب الادب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۸
المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ باب برامک دار الفکر بیروت ۴/۱۵۰
السنن الکبریٰ کتاب الزکوٰۃ باب الاختیار فی صدقۃ التطوع دار صادر بیروت ۴/۱۷۹

[illegible]ؤں دبائے پھر باپ کے، وعلیٰ ہٰذا القیاس، نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا [illegible] رمعاذ اللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درشتی کرے یا اُسے جواب دے یا بے ادبانہ آنکھ ملاکر بات کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزّوجل کی معصیت ہیں، نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی، تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں، وہ دونوں اس کی جنت و نار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا والعیاذ باللہ، معصیتِ خالق میں کسی کی اطاعت نہیں، اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے ہونے دے اور ہرگز نہ مانے، ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں، انکی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں، اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ عالمگیری میں ہے:

اذا تعذر علیہ جمع مراعاۃ حق الوالدین بان یتأذی احدھما بمراعاۃ الآخر یرجح حق الاب فیما یرجع الی التعظیم والاحترام وحق الام فیما یرجع الی الخدمۃ والانعام وعن علاء الائمۃ الحمامی قال مشائخنا رحمھم اللہ تعالیٰ الاب یقدم علی الام فی الاحترام والام فی الخدمۃ حتی لو دخلا علیہ فی البیت یقوم للاب ولو سألا منہ ماء ولم یاخذ من یدہ احدھما فیبدأ بالام کذا فی القنیۃ[1]، واللہ سبحٰنہ

جب آدمی کے لئے والدین میں سے ہر ایک کے حق کی رعایت مشکل ہو جائے مثلاً ایک کی رعایت سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے تو تعظیم و احترام میں والد کے حق کی رعایت کرے اور خدمت میں والدہ کے حق کی۔ علامہ حمامی نے فرمایا ہمارے امام فرماتے ہیں کہ احترام میں باپ مقدم ہے اور خدمت میں والدہ مقدم ہوگی حتی کہ اگر گھر میں دونوں اس کے پاس آئے ہیں تو باپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو، اور اگر دونوں نے اس سے پانی مانگا اور کسی نے اس کے ہاتھ سے پانی نہیں پکڑا تو پہلے والدہ کو پیش کرے، اسی طرح قنیہ میں ہے۔ واللہ سبحٰنہ

---

[1] فتاوٰی ہندیہ ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۵

وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔ (ت)

مسئلہ رابعہ

مابین زن وشوہر حق زیادہ کس کا ہے اور کہاں تک؟

الجواب

زن وشوہر میں ہر ایک کے دوسرے پر حقوقِ کثیرہ واجب ہیں ان میں جو بجا نہ لائے گا اپنے گناہ میں گرفتار ہوگا، اگر ایک ادائے حق نہ کرے تو دوسرا اسے دستاویز بنا کر اس کے حق کو ساقط نہیں کرسکتا مگر وہ حقوق کہ دوسرے کے کسی حق پر مبنی ہوں اگر یہ اس کا ایسا حق ترک کرے وہ دوسرا اس کے یہ حقوق کہ اس پر مبنی تھے ترک کرسکتا ہے جیسے عورت کا نان ونفقہ کہ شوہر کے یہاں پابند رہنے کا بدلہ ہے، اگر ناحق اس کے یہاں سے چلی جائے گی جب تک واپس نہ آئیگی کچھ نہ پائے گی، غرض واجب ہونے مطالبہ ہونے، بے وجہ شرعی ادا نہ کرنے سے گنہگار ہونے میں تو حقوق زن وشوہر برابر ہیں ہاں شوہر کے حقوق عورت پر بکثرت ہیں اور اس پر وجوب بھی اشد و آکد، ہم اس پر حدیث لکھ چکے کہ عورت پر سب سے بڑا حق شوہر کا ہے یعنی ماں باپ سے بھی زیادہ، اور مرد پر سب سے بڑا حق ماں کا ہے یعنی زوجہ کا حق اس سے بلکہ باپ سے بھی کم، ذٰلک بما فضل اللہ بعضھم علی بعض (یہ اللہ تعالیٰ کا بعض پر بعض کا فضل ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲: مسئولہ منشی شوکت علی صاحب فاروقی ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ (آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اس مسئلہ کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ت) کہ بعد فوت ہوجانے والدین کے اولاد پر کیا حق والدین کا رہتا ہے؟ بیّنوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز، غسل وکفن ونماز ودفن ہے اور ان کاموں میں سنن ومستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہر خوبی وبرکت ورحمت ووسعت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لئے دُعا واستغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ وخیرات واعمال صالحہ کا ثواب انھیں پہنچاتے رہنا حسبِ طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انھیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب

پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجہ کی جلدی و کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا، آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہلِ خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔

(۵) اُن پر کوئی قرض رہ گیا تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجالانا، حج نہ کیا ہو تو ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا، زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا تو اسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا وعلیٰ ہذا القیاس ہر طرح ان کی برأت ذمہ میں جد و جہد کرنا۔

(۶) انھوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعًا اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کرگئے تو شرعًا تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشخبری پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائیگا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو نہیں ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسے ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا، وہاں یٰسٓ شریف پڑھنا ایسی آواز سے کہ وہ سنیں اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ ان کا اعزاز و اکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر جواب میں انھیں بُرا نہ کہلوانا۔

(۱۲) سب میں سخت تر و عام تر و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انھیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا، اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے، نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا اور دمکتا ہے، اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے، ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انھیں قبر میں بھی رنج پہنچائے۔

اللہ غفور رحیم عزیز کریم جل جلالہ صدقہ اپنے رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے، ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز، وہ غنی ہے ہم محتاج، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولٰی ونعم النصیر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالٰی علی الشفیع علی الرفیع العفو الکریم الرؤف الرحیم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حقوق استخراج کئے ان میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کروں:

حدیث ۱: کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خدمتِ اقدس حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجا لاؤں۔ فرمایا:

نعم اربعۃ الصلاۃ علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعدھما واکرام صدیقھما وصلۃ الرحم التی لارحم لک الا من قبلھما فھذا الذی بقی من برھما بعد موتھما۔ رواہ ابن النجار[1] عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ مع القصۃ، ورواہ البیھقی[2] فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایبقی للولد من برالوالد الا اربع الصلوۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عھدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ۔

ہاں چار باتیں ہیں: ان پر نماز، اور ان کے لئے دعائے مغفرت، اور ان کی وصیت نافذ کرنا، اور ان کے دوستوں کی بزرگ داشت، اور جو رشتہ صرف انھیں کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا۔ یہ وہ نکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے (ابن النجار نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالٰی سے مع قصہ کے روایت کیا۔ اور بیہقی نے اپنی سنن میں انھیں رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے: والد کے ساتھ نیکی کی چار باتیں ہیں: اس پر نماز پڑھنا، اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا، اس کی وصیت نافذ کرنا، اس کے رشتہ داروں سے نیک برتاؤ کرنا، اسکے دوستوں کا احترام کرنا۔ ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۹۳۴ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۵۷۹

[2] السنن الکبرٰی کتاب الجنائز باب مایستحب لولی المیت الخ دار صادر بیروت ۴/ ۶۱ و ۶۲

حدیث ۲ : کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں :

استغفار الولد لابیہ من بعد الموت من البر۔ رواہ ابن النجار عن ابی اسید بن مالک بن زرارۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کے لئے دعاءِ مغفرت کرے (ابن النجار نے ابی اسید بن مالک بن زرارہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

حدیث ۳ : کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم :

اذا ترک العبد الدعاء للوالدین فانہ ینقطع عنہ الرزق۔ رواہ الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے اس کا رزق قطع ہوجاتا ہے (طبرانی نے تاریخ میں اور دیلمی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰے عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

حدیث ۴ و ۵ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

اذا تصدق احدکم بصدقۃ تطوعا فلیجعلھا عن ابویہ فیکون لھما اجرھا ولا ینقص من اجرہ شیئا۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنھما ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معٰویۃ ابن حیدۃ القشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جب تم میں سے کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انھیں ملے گا اور اس کے ثواب میں سے کچھ نہ گھٹے گا (اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا اور ایسے ہی دیلمی نے مسند الفردوس میں معاویہ ابن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ت)

۱؎ کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۴۴۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/۴۶۳
۲؎ " " الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس حدیث ۴۵۵۵۱ " " " ۱۶/۴۸۲
۳؎ المعجم الاوسط حدیث ۶۹۴۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/۴۷۹
۴؎ الجامع الصغیر بحوالہ ابن عساکر حدیث ۷۹۴۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۴۸۵
۵؎ الفردوس بماثور الخطاب عن معاویہ بن حیدۃ حدیث ۶۳۴۲ " " " ۴/۱۰۹

حدیث ۶: کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مرگئے ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؛ فرمایا:

ان من البر بعد الموت ان تصلی لھما مع صلوتك وتصوم لھما مع صیامك۔ رواہ الدارقطنی۔[1]

بعد مرگ نیک سلوک سے یہ ہے کہ تُو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے (اسے دارقطنی نے روایت کیا۔ ت)

یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز ان کی طرف سے کہ انھیں ثواب پہنچائے یا نماز روزہ جو نیک عمل کرے ساتھ ہی انھیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرلے کہ انھیں بھی ثواب ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا،

کمایدل علیہ لفظ مع انہ یحتمل الوجھین بل ھذا الصق بالمعیۃ۔

جیسا کہ لفظ "مع" اس پر دال ہے کیونکہ اس میں مذکورہ دونوں احتمال ہیں بلکہ آخری وجہ معیت کو زیادہ مناسب ہے۔ (ت)

محیط پھر تاتارخانیہ پھر ردالمحتار میں ہے،

الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانھا تصل الیھم ولاینقص من اجرہ شیئ۔[2]

جو شخص نفلی صدقہ دے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ تمام ایمان والوں کی نیت کرے کیونکہ انھیں بھی ثواب پہنچے گا اور اس کا ثواب بھی کم نہ ہوگا۔ ت)

حدیث ۷: کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

من حج عن والدیہ اوقضی عنھما مغرما بعثہ اللہ یوم القیمۃ مع الابرار۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط[3] والدارقطنی[4] فی

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے روزِ قیامت نیکوں کے ساتھ اُٹھے (اسے طبرانی نے اوسط میں اور دارقطنی نے

---

[1] ردالمحتار بحوالہ الدارقطنی کتاب الحج باب الحج عن الغیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۶

[2] ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲/۲۳۶

[3] المعجم الاوسط حدیث ۷۷۹۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۳۹۳

[4] سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۱۰ نشر السنۃ ملتان ۲/۲۶۰

السنن عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ | سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۸: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر اسی ہزار قرض تھے وقتِ وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بلا کر فرمایا:

بع فیہا اموال عمر فان وفت والا فسل بنی عدی فان وفت والا فسل قریشا ولا تعدھم۔ | میرے دَین (قرض) میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہوجائے فبہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور انکے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔

پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا: اضمنہا تم میرے قرض کی ضمانت کرلو۔ وہ ضامن ہو گئے اور امیر المومنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین وانصار کو گواہ کرلیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر ہیں، ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرمادیا۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات[1] عن عثمان بن عروۃ (اسے ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن عروہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۹: قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی: یا رسول اللہ! میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہوگیا کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں، فرمایا:

حجی عنہا ارأیت لوکان علی امك دین اکنت قاضیۃ اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء۔ رواہ البخاری[2] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ | ہاں اس کی طرف سے حج کر، بھلا تو دیکھ تو تیری ماں پر اگر دَین ہوتا تو تُو ادا کرتی یا نہیں؟ یُونہی خدا کا دَین ادا کرو کہ وہ زیادہ حق ادا رکھتا ہے (اسے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا حج الرجل عن والدیہ | انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے

---

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد — ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ — دار صادر بیروت — ۳/۳۵۸

[2] صحیح البخاری — ابواب العمرۃ باب الحج والنذر عن المیت — قدیمی کتب خانہ کراچی — ۱/۲۵۰

" — کتاب الاعتصام باب من شبہ اصلاً معلوماً الخ — قدیمی کتب خانہ کراچی — ۲/۱۰۸۸

تقبل منه و منهما و استبشرت ارواحهما فی السماء وکتب عند الله برا۔ رواہ الدارقطنی[1] عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

وحج اس کی اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں، اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے (اسے دارقطنی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حج عن ابیہ و امہ فقد قضی عنہ حجتہ وکان لہ فضل عشر حجج۔ رواہ الدارقطنی[2] عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔ (دارقطنی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حج عن والدیہ بعد وفاتہما کتب لہ عتقا من النار وکان للمحجوج عنہما اجر حجۃ تامۃ من غیر ان ینقص من اجورھما شیئا۔ رواہ الاصبہانی فی الترغیب والبیہقی فی الشعب[3] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جو اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالٰی اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے حج کا ثواب ہو جس میں اصلاً کمی نہ ہو۔ (اسے اصبہانی نے ترغیب میں اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

---

[1] سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۰۹ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۲۶۰
[2] " " " " ۱۱۲ " " ۲/ ۲۶۰
[3] شعب الایمان حدیث ۷۹۱۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۲۰۵

من بر قسمهما وقضی دینهما ولم یستسب لهما کتب بارا وان کان عاقا فی حیاته و من لم یبر قسمهما ولم یقض دینهما و استسب لهما کتب عاقا وان کان بارا فی حیاته ۔ رواه الطبرانی فی الاوسط[1] عن عبد الرحمٰن بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنه ۔

جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر انھیں بُرا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نکوکار لکھا جاتا ہے اگرچہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو اُن کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اتارے اوروں کے والدین کو بُرا کہہ کر انھیں بُرا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے اگرچہ ان کی حیات میں نکوکار رہتا (اسے طبرانی نے اوسط میں عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من زار قبر ابویه او احدهما فی کل یوم جمعة مرة غفر اللہ له وکتب برا ۔ رواه الامام الترمذی[2] العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنهما ۔

جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے (امام الحکیم عارف باللہ ترمذی نے نوادر الاصول میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من زار قبر ابویه او احدهما یوم الجمعة فقرأ عنده یٰسٓ غفر له ۔ رواه ابن عدی[3] عن الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنه وفی لفظ من زار قبر والدیه او احدهما فی کل جمعة فقرأ عنده یٰسٓ غفر اللہ له بعدد کل حرف منها ۔ رواه هو والخلیلی

جو شخص روزِ جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارتِ قبر کرے اور اس کے پاس یٰسٓ پڑھے بخش دیا جائے (اسے عدی نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ اور دیگر الفاظ میں۔ ت) جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارتِ قبر کرکے وہاں یٰسٓ پڑھے یٰسٓ شریف میں جتنے حرف ہیں ان سب کی

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۵۰۱۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۸۴
[2] نوادر الاصول للترمذی الاصل الحادی عشر دار صادر بیروت ص ۲۴
[3] الکامل لابن عدی ترجمہ عمرو بن زیاد بن عبدالرحمان بن ثوبان دار الفکر بیروت ۵/ ۱۸۰۱

وابوشیخ والدیلمی[1] وابن النجار والرافعی وغیرھم عن ام المؤمنین الصدیقۃ عن ابیھا الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالٰی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

گنتی کے برابر اللہ تعالٰی اس کے لئے مغفرت فرمائے (اسے روایت کیا ترمذی الحکیم اور ابوالشیخ اور دیلمی اور ابن نجار اور رافعی وغیرہم نے ام المومنین صدیقہ سے انھوں نے اپنے والد گرامی صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے۔ت)

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من زار قبر ابویہ او احدھما احتسابا کان کعدل حجۃ مبرورۃ ومن کان زوارا لھما زارت الملٰئکۃ قبرہ۔ رواہ الامام الترمذی[2] الحکیم وابن عدی[3] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

جو بہ نیتِ ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارتِ قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے، اور جو بکثرت ان کی زیارتِ قبر کیا کرتا ہو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں (حکیم ترمذی اور ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسندِ خود محمد ابن العباس وراق سے روایت فرماتے ہیں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا راہ میں باپ کا انتقال ہوگیا وہ جنگل درختان مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا ان کے نیچے دفن کرکے بیٹا جہاں جانا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا اس منزل میں رات کو پہنچا باپ کی قبر پر نہ گیا تو ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:

رأیتك تطوی الدوم لیلا ولا تری — علیك باھل الدوم ان تتكلما
وبالدوم ثاو لوثویت مكانه — فمر باھل الدوم عاج فسلما[4]

(میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین بحوالہ ابی الشیخ وغیرہ بیان زیارۃ القبور والدعاء للمیت دارالفکر بیروت ۱۰/ ۳۶۳
[2] نوادر الاصول للترمذی الاصل الخامس عشر دار صادر بیروت ص ۲۴
[3] الکامل لابن عدی ترجمہ حفص بن سلمۃ الخ دارالفکر بیروت ۲/ ۸۰۱
[4] شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات باب زیارۃ القبور وعلم الموتی خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۹۱

اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر اس کی جگہ تُو ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔ ت)

حدیث ۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من احب ان یصل اباہ فی قبرہ فلیصل اخوان ابیہ من بعدہ۔ رواہ ابو یعلی[1] وابن حبان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے (ابویعلیٰ وابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من البران تصل صدیق ابیک۔ رواہ الطبرانی[2] فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

باپ کے ساتھ نیکوکاری سے ہے یہ کہ تو اسکے دوست سے اچھا برتاؤ کرے۔ (طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان البران یصل الرجل اھل ودابیہ بعد ان یولی الاب۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری فی الادب المفرد و مسلم[3] فی صحیحہ وابوداؤد والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

بے شک باپ کے ساتھ سب نکوکاریوں سے بڑھ کر یہ نکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر نبا ہے (اسے ائمہ کرام احمد اور بخاری نے ادب المفرد میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

احفظ ودّ ابیک لا تقطعہ فیطفئ اللہ

اپنے ماں باپ کی دوستی پر نگاہ رکھ اسے قطع

---

[1] مسند ابو یعلیٰ حدیث ۵۶۴۳ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۵/۲۶۰

[2] المعجم الاوسط 〃 ۷۲۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۱۴۹

[3] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۱۴

کنز العمال بحوالہ حم خدم، د، ت حدیث ۴۵۴۶۲ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/۴۶۵

نورك - رواه البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط والبیهقی فی الشعب عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما۔

نہ کرنا کہ اللہ تعالٰی نور تیرا بجھادے گا (اسے بخاری نے ادب المفرد میں اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی الله تعالٰی وتعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامهات یوم الجمعة فیفرحون بحسناتهم ویزدادون وجوههم بیضا و نزهة فاتقوا الله ولا تؤذوا موتاکم۔ رواه الامام الحکیم عن والد عبدالعزیز رضی الله تعالٰی عنه۔

ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی و تابش بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ (اسے امام حکیم نے اپنے والد عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی و دُنیوی پائے گا سب اُنھیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہوسکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں خصوصًا پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے میں، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں ان کا شکر کہاں تک ادا ہوسکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں، ولہذا قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ ان اشکرلی ولوالدیك[3] حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۸۶۲۸ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/ ۲۸۸
کنز العمال بحوالہ خد، طس، حب عن ابن عباس حدیث ۴۵۴۰۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۴۶۴
[2] نوادر الاصول للترمذی الاصل السابع والستون والمائۃ الخ دار صادر بیروت ص ۲۱۳
[3] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا میں ۶ میل تک اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اب اس کے حق سے بری ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لعلہ ان یکون بطلقۃ واحدۃ۔ رواہ الطبرانی[1] فی الاوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے (اسے طبرانی نے اوسط میں بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین والحمد للہ رب العٰلمین۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶۳: از بنگالہ ضلع کمرلا موضع ہرمنڈل مرسلہ مولوی عبدالجبار صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کچھ لیاقت رکھنے والا اپنے والدین صالحین کے ساتھ جنگ وجدل وزدوضرب وظلم وستم کرتا ہے اور خود اپنے والدین کو طعنے تشنیع ودشنام کرتا ہے اور لوگوں سے کرواتا ہے، اور وہ شخص غاصب وکاذب وسارق کے ساتھ موصوف ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو کون قسم کی مکروہ ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے جو کوئی بسبب ناواقفی کے نماز پڑھے تو نماز اس کو دوبارہ پڑھنا ہوگی یا نہیں؟ اور ایسے عاق الوالدین کو دعوت کرنا کروانا صدقہ وغیرہ دینا دلوانا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے مکان میں دعوت کھانا کیسی ہے اور وہ شخص از روئے شرع شریف کے کس تعزیر کے لائق ہے اور اس کی تائید کرنے والے پر از روئے شرع شریف کیا حکم ہے با دلائل قرآن وحدیث واقوال ائمہ ارشاد فرمایا جائے۔

الجواب

ایسا شخص افسق الفاسقین واخبث مہین ومستحق غضب شدید رب العالمین وعذاب عظیم ونار جحیم ہے۔

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] کنز العمال بحوالہ طس عن بریدہ حدیث ۴۵۵۰۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۴۷۳
مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الصغیر کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی البر وحق الوالدین دارالکتاب بیروت ۸/ ۱۳۷

الا انبئکم باکبر الکبائر، الا انبئکم باکبر الکبائر، الا انبئکم باکبر الکبائر۔

میں تمھیں نہ بتاؤں کہ سب کبیرہ گناہوں سے سخت تر گناہ کیا ہے، کیا نہ بتادوں کہ سب کبائر سے بدتر کیا ہے، کیا نہ بتادوں کہ سب کبیروں سے شدید تر کیا ہے۔

صحابہ نے عرض کی: ارشاد ہو۔ فرمایا:

الاشراک باللّٰہ وعقوق الوالدین، الحدیث۔ رواہ الشیخان[1] والترمذی[2] عن ابی بکرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ۔

اللہ تعالٰی کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کو ستانا، الحدیث۔ (اسے امام بخاری ومسلم اور ترمذی نے ابی بکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۲: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لایدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث والرجلۃ من النساء۔ رواہ النسائی[3] والبزار بسندین جیدین والحاکم[4] عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما۔

تین شخص جنت میں نہ جائیں گے، ماں باپ کو ستانے والا اور دیّوث اور مردوں کی وضع بنانے والی عورت۔ (نسائی اور بزار نے جید سندوں کے ساتھ اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۳: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لایقبل اللّٰہ عزوجل منھم صرفا ولاعدلا عاق ومنان ومکذب بقدر۔ رواہ ابن ابی عاصم[5] فی السنۃ بسند حسن

تین شخص ہیں کہ اللہ تعالٰی نہ ان کے فرض قبول کرے نہ نفل: ماں باپ کو ایذا دینے والا اور صدقہ دے کر فقیر پر احسان رکھنے والا اور تقدیر کا جھٹلانے والا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشہادات باب ماقیل فی شہادۃ الزور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الکبائر " " " ۱/۶۴
[2] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ ۲/۱۲ ابواب الشہادات ۲/۵۴ امین کمپنی دہلی
[3] سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب المنان بما اعطی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۳۵۱
[4] المستدرک للحاکم کتاب الایمان ثلثۃ لایدخلون الجنۃ دار الفکر بیروت ۱/۷۲
[5] العلل المتناہیۃ باب ذکر القدر والقدریۃ حدیث ۲۳۹ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱/۱۵۲
مجمع الزوائد باب ماجاء فیمن یکذب بالقدر دار الکتاب العربی بیروت ۷/۲۰۶

عن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ (اسے عاصم نے السنۃ میں بسندِ حسن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔ت)

حدیث ۴: رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ملعون من عق والدیہ ملعون من عق والدیہ ملعون من عق والدیہ ۔ رواہ[1] الطبرانی والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے، ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے، ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے۔ (اسے طبرانی اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۵: رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ من سب والدیہ ۔ رواہ ابن حبان[2] عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

اللہ کی لعنت اس پر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے (ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

حدیث ۶: کہ ایک جوان کو نزع کے وقت کلمہ تلقین کیا، نہ کہہ سکا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تشریف لے گئے، فرمایا: کہہ لا الٰہ الا اللہ۔ کہا: مجھ سے نہیں کہا جاتا۔ فرمایا: کیوں؟ کہا، وہ شخص اپنی ماں کو ستاتا تھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی ماں کو بلا کر فرمایا: یہ تیرا بیٹا ہے؟ عرض کی: ہاں۔ فرمایا:

ارایت لو اججت نار ضخمۃ فقیل لک ان شفعت لہ خلیناہ والا حرقناہ اکنت تشفعین لہ ۔

بھلا سن تو اگر ایک عظیم الشان آگ بھڑکائی جائے اور کوئی تجھ سے کہے کہ تو اس کی شفاعت کرے جب تو ہم اسے چھوڑتے ہیں ورنہ جلا دینگے، کیا اس وقت تو اس کی شفاعت کریگی۔

عرض کی: یا رسول اللہ! جب تو شفاعت کروں گی۔ فرمایا، تو اللہ کو اور مجھے گواہ کرلے کہ تو اس سے راضی ہوگئی۔ اس نے عرض کی، الٰہی! میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے

---

[1] الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی والحاکم من اللواط حدیث ۴ مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۸۷

[2] موارد الظمآن باب فی الکبائر حدیث ۵۳ المطبعۃ السلفیہ ص ۴۳

راضی ہوئی، اب سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوان سے فرمایا: اے لڑکے! کہہ لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ جوان نے کلمہ پڑھا اور انتقال کیا، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد للّٰہ الذی انقذہ بی من النار۔ رواہ الطبرانی عن عبداللّٰہ بن ابی اوفٰی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما۔

شکر اس خدا کا جس نے میرے وسیلے سے اس کو دوزخ سے بچا لیا۔ (اسے طبرانی نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۷: عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ کہ اجلّۂ ائمۂ تبع تابعین سے ہیں ۱۴۸ھ میں انتقال کیا فرماتے ہیں میں ایک محلے میں گیا اس کے کنارے پر قبرستان تھا عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے اور باقی بدن انسان کا، اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح کیں پھر قبر بند ہوگئی، ایک بڑھیا بیٹھی کات رہی تھی ایک عورت نے مجھ سے کہا ان بڑی بی کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ کہا یہ قبر والے کی ماں ہے وہ شراب پیتا تھا جب شام کو آتا ماں نصیحت کرتی کہ اے بیٹے! خدا سے ڈر کب تک اس ناپاک کو پئے گا؟ یہ جواب دیتا کہ تو تو گدھے کی طرح چلاتی ہے، یہ شخص عصر کے بعد مرا جب سے ہر روز بعد عصر اس کی قبر شق ہوتی ہے اور یوں تین آوازیں گدھے کی کرکے پھر بند ہوجاتی ہے رواہ الاصبہانی وغیرہ (اصبہانی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

اسی طرح غصب و کذب و سرقہ کی حرمتیں ضروریات دین سے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے، مکروہ تحریمی قریب بحرام اور واجب الاعادہ ہے کہ نادانستہ پڑھ لی ہو تو پھیرنا واجب ہے صغیری میں ہے:

یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم[3]۔ فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ صغیری (ت)

غنیہ میں ہے:

---

[1] شعب الایمان حدیث ۷۸۹۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۱۹۸

[2] شرح الصدور بحوالہ اصبہانی فی الترغیب باب عذاب القبر خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۱۷۱، ۲۰۷

[3] الصغیری فی شرح غنیۃ المصلی مباحث الامامۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۶۴

وقدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریمۃ[1]

فاسق کو امام بنانے والے گناہگار ہوں گے، کیونکہ اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ اغنیہ (ت)

درمختار میں ہے:

کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم وجب اعادتھا۔[2]

ہروہ نماز جو کراہت تحریمہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے ۱۲ (ت)

ایسے اشد فاسق فاجر سے شرعاً بغض رکھنے کا حکم ہے اور جس بات میں اس کا اعزاز واکرام نکلے بے ضرورت ومجبوری ناجائز وممنوع ہے۔ تبیین الحقائق ومراقی الفلاح و فتح المعین وحاشیہ درمختار للعلامۃ الطحطاوی وغیرہا میں ہے:

الفاسق وجب علیھم اھانتہ شرعاً۔[3]

شرعی طور پر فاسق کی توہین واجب ہے ۱۲ (ت)

اس کی دعوت کرنا کرانا اس کے یہاں دعوت کھانا کچھ نہ چاہیے۔ سنن ابی داؤد وجامع ترمذی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نھتھم علماؤھم فلو ینتھوا فجالسوھم واکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض فلعنھم علٰی لسان داؤد وعیسٰی بن مریم ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون[4]

جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے علماء نے منع کیا وہ باز نہ آئے یہ علماء ان کے پاس انکے جلسوں میں بیٹھے ان کے ساتھ کھانا کھایا پانی پیا تو اللہ تعالٰی نے ان مجرموں کے دلوں پر اثر ان پاس بیٹھنے والوں پر بھی ڈالا کہ سب ایک سے ہو گئے پھر ان سب پر داؤد و عیسٰی بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے لعنت فرمائی یہ بدلہ تھا ان کے گناہوں اور حد سے بڑھنے کا۔

---

[1] غنیۃ المستملی " " فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

[2] درمختار کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الفوائت مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۰۰

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ فصل فی الاجارۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۲۴۳
تبیین الحقائق باب الامامۃ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/۱۳۴
فتح المعین کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۰۸

[4] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ داؤد والترمذی کتاب الادب باب الامر بالمعروف مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۳۸

وہ سخت سے سخت تعزیر کے قابل ہے جس کی مقدار حاکمِ شرع کی رائے پر سپرد ہے اور اگر سرقہ شہادت شرعیہ سے ثابت ہوجائے تو حاکمِ شرع اس کا ہاتھ کلائی سے کاٹ دے گا اس کی تائید کرنے والے سب سخت گنہگار ہیں، قال اللہ تعالٰی:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان[1]

اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ (ت)

ابھی حدیث سُن چکے کہ پاس بیٹھنے، ساتھ کھانے والوں پر لعنت اُتری۔ پھر تائید کرنے کرانیوالوں کا کیا حال ہوگا، اللہ عزوجل پناہ دے اور مسلمانوں کو توفیقِ توبہ بخشے، آمین!

رہا صدقہ دینا دلانا، اگر اسے محتاج ضرورت مند ننگا بھوکا دیکھیں تو حرج نہیں جبکہ گناہوں میں اسکی تائید و اعانت کی نیت نہ ہو، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فی کل ذات کبد حراء اجر۔ رواہ الشیخان[2] عن ابی ھریرۃ وفی الباب عن عبد اللہ بن عمرو عن سراقۃ بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

ہر گرم جگروالی میں ثواب ہے۔ (امام بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے اور اس باب میں عبداللہ بن عمرو سے انھوں نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

صحیح حدیث میں ہے کہ کُتّے کو بھی پانی پلانا ثواب ہے حتی غفر اللہ تعالٰی بہ البغی کما فی الصحاح[3] (حتی کہ اللہ تعالٰی نے اس سبب سے فاحشہ عورت کی مغفرت فرمائی۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶۴

۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو جب مرض الموت میں اپنے مرگ کا یقین ہوا تو اپنے شوہر زید کو بمواجہہ موجودین مخاطب کرکے عفو حقوق وتقصیرات کی مستدعی ہوئی اور اپنے جملہ حقوق زید کو معاف کئے دَینِ مہر کو بہ تفصیل علیحدہ معاف کیا زید نے بھی اپنے حقوق وقصور خدمات کی معافی دی اب اس صورت میں کسی قسم کا مواخذہ ایک کا دوسرے پر عند اللہ باقی تو نہ رہا یا لفظ مجمل جملہ حقوق وقصور کافی

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۲

[2] صحیح البخاری، کتاب المساقات ۱/ ۳۱۸ - ابواب المظالم ۱/ ۳۳۳ - کتاب الادب ۲/ ۸۸۹ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب قتل الحیات باب فضل سقی البہائم المحرمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۷
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۲۲

[3] صحیح مسلم کتاب قتل الحیات باب فضل سقی البہائم المحرمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۷

نہ تھا علیحدہ علیحدہ ہر خطا و حق کی تشریح ضرور تھی اور زید دینِ مہر سے بری ہوگیا یا یہ معافی زمانہ مرض الموت کی حکم وصیت میں متصور ہو کر دو ثلث کا مواخذہ دار رہے گا اگرچہ ورثا، دنیا میں شرم یا رسم کے باعث متقاضی نہ ہوں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

عام حقوق کی معافی جو زید نے ہندہ اور ہندہ نے زید کو کی ان میں ہندہ کے حقوق مالیہ مثل مہر و دیگر دیُون کی معافی تو اجازت وارثانِ ہندہ پر موقوف رہے گی کما بیّناہ فی الھبۃ من فتاوٰنا (جیسا کہ ہمارے فتاوٰی میں ہبہ کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔ ت) ان کے سوا ہندہ کے حقوق غیر مالیہ اور زید کے حقوق مالیہ وغیر مالیہ جو کچھ معاف کنندہ زید خواہ ہندہ کے علم میں تھا وہ سب معاف ہوگیا اور جو علم میں نہ تھا مگر معمولی حقوق سہل و آسان سے تھا کہ بالخصوص معلوم ہوتا تو معافی میں باک نہ ہوتا وہ بھی معاف ہوگیا اور جو اتنا کثیر یا عظیم یا شدید تھا کہ اگر تفصیلاً بتایا جائے تو صاحبِ حق معاف نہ کرے ایسے عام مجمل لفظ میں ان حقوق کی معافی ہوجانا علماء میں مختلف فیہ ہے بعض بنظر ظاہر لفظ سب کی معافی مانتے ہیں اور بعض بالخصوص تفصیلاً ان کا بتا کر معافی مانگنا ضروری جانتے ہیں اول اوسع ہے اور ثانی احوط۔ منح الروض الازہر میں ہے:

هل يكفيه ان يقول لك علی دين فاجعلنی فی حل ام لابد ان يعين مقداره؟ ففی النوازل رجل له علی اخر دين وهو لا يعلم بجميع ذالك فقال له المديون ابرئنی مما لك علی فقال الدائن ابرأتك، فقال نصير لايبرأ الا مقدار ما يتوهم ای يظن انه عليه، وقال محمد بن سلمة يبرأ عن الكل، قال الفقيه ابو الليث حكم القضاء ما قاله محمد بن سلمة وحكم الاٰخرة ماقاله نصير، وفی القنية من عليه

کیا مقروض کے لئے یہ کافی ہے کہ قرضخواہ سے کہے کہ مجھ پر تمہارا قرض ہے مجھے معاف کردے یا ضروری ہے کہ قرض کی مقدار معین کرے؟ نوازل میں ہے کہ ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہے اور اسے تمام قرض کا علم نہیں مقروض اسے کہتا ہے کہ تُو مجھے اپنا قرض معاف کردے، اس نے کہا میں نے تجھے معاف کردیا۔ نصیر کہتے ہیں کہ اسی قدر معاف ہوگا جتنا کہ اس کے گمان میں تھا، محمد بن سلمہ کہتے ہیں کہ تمام معاف ہوجائے گا۔ فقیہ ابو اللیث نے فرمایا، قاضی کا فیصلہ وہی ہے جو محمد بن سلمہ کا قول ہے، اور آخرت کا حکم وہ ہے جو نصیر نے فرمایا، قنیہ میں ہے کہ جس شخص پر کسی کے

حقوق فاستحل صاحبها و لم یفصلها فجعله فی حل یعذرات علم انه فصله یجعله فی حل و الا فلا قال بعضهم انه حسن وان روی انه یصیر فی حل مطلقا ، و فی الخلاصة رجل قال لأخر حللنی من کل حق هو لك ففعل فابرأه ان کان صاحب الحق عالما به بریٔ حکما بالاجماع و اما دیانة فعند محمد رحمه اللّٰه تعالٰی لا یبرأ عند ابی یوسف یبرأ علیه الفتوٰی انتهی، وفیه انه خلاف ما اختار ابو اللیث و لعل قوله مبنی علی التقوٰی[1] اھ ما فی منح الروض **اقول** و فی مخالفته لما اختار الفقیه نظر فان الکلام ھٰهنا فی البراءة من الحقوق المجهولة لصاحبها اصلا و ثمه فیما اذا ظن مقدارا و کان الواقع ازید و بینهما بون بین فان من

کچھ حق ہوں وہ صاحبِ حق سے کہے کہ مجھے معاف کر دے اور حقوق کی تفصیل نہ کرے صاحبِ حق اسے معاف کر دے، تو اگر یہ معلوم ہو کہ صاحبِ حق حقوق کی تفصیل کو جان کر بھی معاف کر دے گا تو معاف ہو جائیں گے ورنہ نہیں۔ بعض علمائے فرمایا: یہ تفصیل عمدہ ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ اسے بہرصورت حقوق معاف ہو جائیں گے۔ خلاصہ میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو کہا تم مجھے اپنا ہر حق معاف کر دو، اس نے معاف کر دیا، اگر صاحبِ حق کو علم ہے پھر تو معافی مانگنے والا قضاءً و دیانۃً (یعنی فیصلے کے اعتبار سے بھی اور عنداللہ بھی) بری ہو جائے گا اور اگر اسے علم نہیں تو بالاتفاق یہ فیصلہ ہوگا کہ وہ بری ہو گیا، رہا دیانۃً (عنداللہ) تو امام محمد کے نزدیک بری نہیں ہوگا امام ابو یوسف کے نزدیک ہو جائے گا اسی پر فتوٰی ہے انتہٰی۔ اس میں اعتراض ہے کہ یہ فقیہ ابو اللیث کے مختار کے خلاف ہے ہو سکتا ہے ان کا قول تقوٰی پر مبنی ہو۔ منح الروض کا کلام ختم ہوا۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) کہ فقیہ ابو اللیث کے مختار کے خلاف ہونے میں کلام ہے کیونکہ خلاصہ میں اس بارے میں گفتگو ہے کہ ایک شخص کو حقوق کا بالکل علم نہیں وہ انھیں معاف کر دیتا ہے اور فقیہ ابو اللیث کی کلام اس میں ہے

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحث التوبہ وشرائطہا مصطفی البابی مصر ص ۱۵۹

جعل في حل مطلقا لم يرد خصوص ما في علمه اما من جعل في حل من حق معلوم له فانما يذهب ذهنه الى قدر ما في علمه، والله تعالٰى اعلم ـ

کہ ایک شخص کے گمان میں حقوق کی ایک مقدار ہے جبکہ وہ درحقیقت زیادہ تھے اور ان دونوں صورتوں میں بہت بڑا فرق ہے کیونکہ جو شخص مطلقاً اپنے حقوق معاف کردیتا ہے اس کا ارادہ یہ نہیں ہوتا کہ میں صرف وہ حقوق معاف کررہا ہوں جو میرے علم میں ہیں اور جو شخص کسی معین حق کو معاف کرتا ہے تو اس کا ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ جتنا مجھے علم ہے اسی قدر معاف کررہا ہوں۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

نیز منح الروض میں ہے:

هل يكفيه ان يقول اغتبتك فاجعلني في حل ام لابد ان يبين ما اغتاب؟ ففي منسك ابن العجمي لا يعلمه بها ان علم ان اعلامه يثير فتنة، ويدل عليه ان الابراء عن الحقوق المجهولة جائز عندنا لكن سبق انه هل يكفيه حكومة وديانة اھ[1] ما في منح الروض اقول و في جريان الخلاف المذكور ههنا نظر فان الغيبة لاتصير من حقوق العبد ما لم تبلغه واذا بلغته لم تكن من الحقوق المجهولة وقد قال في المنح نفسه ما نصه قال الفقيه ابو الليث

کیا یہ کافی ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں نے تمہاری غیبت کی ہے مجھے معاف کردو، یا یہ ضروری ہے کہ یہ بھی بتائے کہ میں نے تمہاری یہ غیبت کی ہے۔ ابن العجمی کے منسک میں ہے کہ اگر یہ سمجھتا ہے کہ غیبت کے تفصیلاً بتانے سے فتنہ پیدا ہوگا تو اس کا اظہار نہ کرے ہمارے نزدیک نامعلوم حقوق کے معاف کرنے کا جواز اس پر دلالت کرتا ہے لیکن یہ بات گزر چکی ہے کہ آیا فیصلے کے اعتبار سے کافی ہے یا دیانت کے طور پر اھ (اعلٰیحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں) **اقول** (میں کہتا ہوں کہ) یہاں گزشتہ اختلاف کے جاری ہونے میں کلام ہے کیونکہ غیبت اس وقت تک بندے کا حق نہیں بنتی جب تک اسے نہ پہنچ جائے، جب پہنچ جائے تو نامعلوم حقوق میں سے نہ رہے گی۔ خود منح الروض میں ہے کہ فقیہ ابو اللیث نے فرمایا

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحث التوبۃ وشرائطہا مصطفی البابی مصر ص ۱۶۰

قد تكلم الناس فى توبة المغتاب هل تجوز من غير ان يستحل من صاحبه؟ قال بعضهم يجوز وقال بعضهم لايجوز، وهو عندنا على وجهين احدهما ان كان ذلك القول قد بلغ الى الذى اغتابه فتوبته ان يستحل منه وان لم يبلغ اليه فليستغفر الله سبحنه ويضمر ان لايعود الى مثله، وفى روضة العلماء سألت ابامحمد رحمه الله تعالٰى فقلت له اذا تاب صاحب الغيبة قبل وصولها الى المغتاب عنه هل تنفعه توبته قال نعم فانه تاب قبل ان يصير الذنب ذنبا اى ذنبا يتعلق به حق العبد لانها انما تصير ذنبا اذا بلغت اليه، قلت فان بلغت اليه بعد توبته؟ قال لاتبطل توبته بل يغفر الله تعالٰى لهما جميعا المغتاب بالتوبة والمغتاب عنه بما يلحقه من المشقة لانه تعالٰى كريم ولايجمل من كرمه رد توبته بعد قبولها بل يعفو عنهما جميعا[1] انتهى الخ۔

کہ غیبت کرنے والا صاحبِ غیبت (جس کی غیبت کی گئی) سے معافی مانگے بغیر توبہ کرے تو اس میں لوگوں نے مختلف باتیں کہی ہیں بعض نے کہا جائز ہے اور بعض نے کہا ناجائز ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں،

(۱) وہ بات اُس شخص تک پہنچ گئی جس کی غیبت کی گئی تھی تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس شخص سے معافی مانگے۔

(۲) اور اگر غیبت اس شخص تک نہیں پہنچی تو اللہ تعالٰی سے مغفرت کی دعا مانگے اور اپنے دل میں یہ عہد کرے کہ پھر غیبت نہیں کروں گا۔

روضۃ العلماء میں ہے کہ میں نے ابو محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے پُوچھا کہ اگر غیبت اس شخص تک نہیں پہنچی جس کی غیبت کی گئی تھی تو غیبت کرنے والے کے لئے توبہ فائدہ مند ہوگی؟ انھوں نے فرمایا: ہاں کیونکہ اس نے بندے کے حق کے متعلق ہونے سے پہلے توبہ کرلی ہے، غیبت بندے کا حق اس وقت ہوگی جب اس تک پہنچ جائیگی، میں نے کہا کہ اگر توبہ کے بعد اس شخص تک غیبت پہنچ جائے فرمایا کہ اس کی توبہ باطل نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالٰی دونوں کو بخش دے گا غیبت کرنے والے کو توبہ کی وجہ سے اور جس کی غیبت کی گئی اسے اس تکلیف کی وجہ سے جو اسے غیبت سے پہنچی ہے کیونکہ اللہ تعالٰی کریم ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کسی کی توبہ قبول فرماکر رد فرما بلکہ دونوں کو بخش دے گا انتہی الخ۔ (ت)

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحث التوبۃ وشرائطہا مصطفی البابی مصر ص ۱۵۹

فقیر کہتا ہے غفراللہ تعالٰی لہ ایسے حقوق عظیمہ شدیدہ جن کی تفصیل بیان ہو تو صاحبِ حق سے معافی کی امید نہ ہو ظاہراً مجرد اجمالی الفاظ سے معاف نہ ہو سکیں کہ وُہ دلالۃً مخصوص ہیں مگر اگر ان الفاظ سے معافی چاہی کہ "دنیا بھر میں سخت سے سخت جو حق متصور ہو وہ سب میرے لئے فرض کر کے معاف کر دے" اور اس نے قبول کیا تو اب ظاہراً تمام حقوق بلاتفصیل بھی معاف ہو جائیں گے،

للنص علی التعمیم مع التنصیص بالتخصیص علی کل حق شدید عظیم والصریح یفوق الدلالۃ کمانصوا علیہ[1] فی غیر ما مسألۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

کیونکہ اس نے کہہ دیا ہے کہ مجھے ہر حق معاف کر دے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ہر بڑے سے بڑا حق میرے بارے میں فرض کر کے معاف کر دے اور تصریح دلالت پر فوقیت رکھتی ہے جیسے کہ علمائے نے بہت سے مسائل میں تصریح کی ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۶۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد حقوق والدین کے استاد کے حقوق کس قدر ہیں، جس استاد نے کچھ علم دینی اور دنیوی کی تعلیم حاصل کی ہو اور ان علوم کے فیضان سے منافع دنیاوی اس کو و نیز دینی حاصل ہوتے ہوں ایسے استاد کے کچھ حقوق از روئے آیۂ شریفہ وحدیث صحیح سے بیان فرمائیے گا۔

الجواب

عالمگیری میں نیز امام حافظ الدین کردری سے ہے:

قال الزندویستی حق العالم علی الجاھل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لایفتتح بالکلام قبلہ ولا یجلس مکانہ وان غاب ولا یرد علی کلامہ ولایتقدم علیہ فی مشیہ[2]

یعنی فرمایا امام زندویستی نے کہ عالم کا حق جاہل اور استاد کا حق شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت (عدم موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔

اسی میں غرائب سے ہے:

ینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذہ

آدمی کو چاہئے کہ اپنے استاذ کے حقوق و آداب کا

---

[1] ردالمحتار کتاب الدعوٰی داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۴۳۷

[2] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثلاثون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۷۳

وآدابه لایضن بشیئ من ماله[1] لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کرلینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے۔

اسی میں تاتارخانیہ سے ہے،

یقدم حق معلمه علی حق ابویه وسائر المسلمین ویتواضع لمن علمه خیرا ولو حرفا ولاینبغی ان یخذله ولایستاثر علیه احدا فان فعل ذٰلك فقد فصم عروة من عری الاسلام ومن اجلاله ان لایقرع بابه بل ینتظر خروجه[2] اھ مختصرا۔

یعنی استاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کے لئے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے، اپنے استاد پر کسی کو ترجیح نہ دے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کی رسیوں سے ایک رسی کھول دی، استاذ کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے اھ مختصراً۔

قال الله تعالٰی ان الذین ینادونك من وراء الحجرات اکثرھم لایعقلون ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم والله غفور رحیم[3]۔

(اللہ تعالٰی نے فرمایا) بیشک اے حبیب! جو لوگ حجروں سے باہر کھڑے ہو کر تمھیں بلاتے ہیں ان میں سے اکثر بیوقوف ہیں وہ صبر کرتے حتی کہ تم خود بخود باہر آجاتے تو اُن کے لئے بہتر تھا اللہ تعالٰی بخشنے والا مہربان ہے۔ (ت)

عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استاد علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پُرنور سیّد عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہے، ہاں اگر کسی خلافِ شرع بات کا حکم دے ہرگز نہ کرے۔
لاطاعة لاحد فی معصیة الله تعالٰی۔[4] اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے (ت)

مگر اس نہ ماننے پر بھی گستاخی و بے ادبی سے پیش نہ آئے فان المنکر لایزال بمنکر (کیونکہ

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیة الباب الثلاثون فی المتفرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۷۸
[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۵/ ۷۹-۳۷۸
[3] القرآن الکریم ۴۹/ ۴ و ۵
[4] مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۶۶

ناپسندیدہ چیز ناپسند عمل نے اٹل نہیں ہوتی۔ ت) نافرمانی احکام کا جواب اسی تقریر سے واضح ہوگیا اس کا وہ حکم کہ خلافِ شرع ہو مستثنیٰ کیا جائے گا بکمال عاجزی وزاری معذرت کرے اور بچے اور اگر اس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اس کی بجاآوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہوچکا اس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی۔ علماء فرماتے ہیں جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچے وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ ان کا لزوم اور زیادہ ہوگیا ان میں اس کی نافرمانی صریح راہِ جہنم ہے، والعیاذ باللہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۶۶

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ در ضلع ہزارہ از اضلاع پنجاب دستور آنچنانست کہ اہلِ علم وتقویٰ را در مساجد بہرِ امامت معین می کنند کہ ہم بمسجد نشینند و اذان گویند و امامت نمایند و ہر کہ از طلبۂ علم آید او را درسِ قرآن عظیم وعلوم دینیہ دہند و چوں ایشاں را از اشتغال بحوائج خود باز می دارند لاجرم تکفل معیشت آناں می کنند و حسبِ مقدور ہدایا و نذور بخدمت ایشاں می گزارند ہم بریں معمول مردے شریف النسب کبیر السن عالم دین ورع متقی کہ از نسل پاک حضرات سادات ست بمسجدے از زمانہ دراز مقرر و کارہائے مذکورہ بحسنِ انتظام انجام میداد و طلبہ را قرآن و فقہ می آموخت مردے از قوم گوجر کہ دریں دیار از اراذل و اجلاف معدود شوند پیشۂ آبائی ترک گرفتہ راہ تعلم پیش گرفت و بریں سید قرآن خواند و کنز و قدوری وغیرہا کتب دینیہ نیز باز ہوائے فلسفہ در سرش

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ضلع ہزارہ میں رواج ہے کہ اہلِ علم وتقویٰ کو امامت کے لئے مقرر کرتے ہیں وہ مسجد میں رہتے ہیں اذان کہتے ہیں امامت کراتے ہیں اور جو طالب علم آئے اسے قرآن مجید اور علومِ دینیہ پڑھاتے ہیں، چونکہ وہ اپنی ضروریات پورا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے سکتے اس لئے لوگ ان کی ضروریات پورا کرنے کا ذمہ لے لیتے ہیں اور حسبِ طاقت ہدیے اور نذرانے ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اسی طریقے پر ایک شخص شریف النسب، معمر، عالمِ دین، متقی، پرہیزگار جو سادات کی نسل پاک سے ہے مدت سے ایک مسجد میں مقرر تھا اور مذکورہ بالا کام اچھی طرح ادا کرتا تھا طلباء کو قرآن مجید اور فقہ پڑھاتا تھا گوجر قوم (جو لوگ اس علاقہ میں کم مرتبہ شمار کئے جاتے ہیں) کے ایک آدمی نے اپنا آبائی پیشہ ترک کرکے علم حاصل کرنا شروع کردیا اور انہی سید صاحب سے قرآن مجید، کنز وقدوری وغیرہ کتب دینیہ پڑھیں

جنبید و بر بعضے مردمان چیزے از طبعیات و
الٰہیات آناں آنچناں کہ معتبر در درس ہندیان
ست خواند خود را عالمی کبیر گرفت و با استاذ
اول کہ معلم علم دین بود بسر کشے بر آمد و از طمع ادرار
معلوم کہ نصیبے ازیں می شود بر وے ثابت شود از منصب امامت
بر آوردن و خود بجائے او قیام کردن خواست
و بر بنائے حرفے چند کہ از علوم فلسفیہ آموختہ است
خود را بر آں فقیہ فضل نہاد و اولیٰ تر بامامت وا
نمود حالانکہ زنہار نہ در علمِ دین ہمسنگ او بود نہ در
ورع و تقویٰ ہمرنگ او حتی کہ از حق استاذیش
منکر شد و در ابتدای امر قرآن وغیرہ آموختن را
وقعی نہ نہاد و موجب حقوق اُستاذی ندانست
آیا ایں چنیں کس سزائے امامت است یا نہ؟
واگر باشد پس اولیٰ بامامت آں سید ست
یا ایں کس و بہر حال آیا روا باشد کہ آں پیر
فقیہ شریف متقی را بے قصوری از منصب امامت
براندازد و اینکس را بجایش مقرر سازند و
معلوم ست کہ دریں اضلاع آنچنانکہ منصب امامت
موجبِ اعزاز و کرامت ست ہمچناں در معزولی
ازاں تذلیل و اہانت اگر کسے بور غلانیدن متصدی
ایں کار شد شرعاً خاطی و آثم بود یا نہ؟ بیّنوا
توجروا۔

پھر اسے فلسفے کا خبط ہوا تو کچھ لوگوں سے طبعیات و
الٰہیات کا ایک حصہ پڑھا جیسے کہ ہندوستان کے
مدارس کا طریقہ ہے اور اپنے آپ کو بہت بڑا عالم
سمجھنا شروع کر دیا اور جس استاذ نے اسے علمِ دین
پڑھایا تھا اس کا مقابلہ شروع کر دیا تھا اور آمدن کے
لالچ میں استاد کو برطرف کروا کر خود اس کی جگہ مقرر
ہونے کی کوشش شروع کر دی اور فلسفے کے چند
مسائل پڑھ لینے کی وجہ سے اس فقیہ پر اپنی فضیلت
بگھارنے لگا اور اپنے آپ کو امامت کا زیادہ حقدار
دکھانے لگا حالانکہ نہ علمِ دین میں اس کے برابر ہے
نہ تقویٰ و پرہیزگاری میں، حتی کہ اس کے حقِ استاذی
کا انکار کر دیا اور ابتداء میں قرآن مجید وغیرہ پڑھنے
کو کچھ اہمیت نہ دی اور نہ ہی اس بناء پر اس
کے حقِ استاذی کو تسلیم کیا، آیا ایسا شخص امامت کے
لائق ہے یا نہیں؟ اور اگر امامت کے لائق ہے
تو امامت کے لئے زیادہ بہتر وہ سید صاحب ہیں
یا یہ شخص؟ بہرحال کیا جائز ہے کہ اس معمر شریف
(سید) فقیہ اور متقی کو بلاوجہ امامت سے ہٹا دیں
اور اس کی جگہ اس شخص کو مقرر کر دیں، اور یہ واضح
ہے کہ اس علاقے میں جس طرح کسی کو امامت
کے لئے مقرر کرنے میں اس کی عزت ہے اسی
طرح اسے امامت سے برطرف کرنے میں اس کی
توہین اور بے عزتی ہے اگر کوئی شخص بہکانے پر اس کام کے درپے ہو جائے تو شرعاً گنہگار اور مجرم
ہوگا یا نہیں؟ بیان فرمائیں اور اللہ تعالٰی سے اجر پائیں۔ (ت)

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ہر کرا در کوچۂ علم گزرے و بر فقہ وحدیث نظرے ست روشن تر از سپیدۂ صبح می داند کہ آنکس بایں حرکات خودش دادِ ناحفاظیہا داد بوجوہ چند در چند قدم از دائرۂ شرع بیرون نہاد و یکے ناسپاسی اوستاذ کہ بلائیست ہائل و دائیست قاتل و برکات علم را مزیل ومبطل والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمودہ است لایشکر اللہ من لایشکر الناس[1] خدائے را شکر نہ کند آنکہ مردمان را سپاس نیارد اخرجہ ابوداؤد والترمذی وصححہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وفرمودہ است صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ہر کہ مردمان را شکر نہ کرد خدائے عزوجل را سپاس نیاورد[2] اخرجہ احمد فی المسند والترمذی فی الجامع والضیاء فی المختارۃ بسند حسن عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ وعبداللہ بن احمد فی زوائد المسند عن النعمان بن

اے اللہ! حق اور خالص صواب کی ہدایت فرما۔ جسے کوچۂ علم میں گزر اور فقہ وحدیث پر نظر ہے وہ صبح کی سفیدی سے بھی واضح طور پر جانتا ہے کہ اس شخص نے اپنی ان حرکتوں سے نالائق کا حق ادا کر دیا ہے اور بیشمار وجوہ کی بنا پر شریعت کے دائرے سے قدم باہر رکھ چکا ہے؛

اوّل استاذ کی ناشکری جو کہ خوفناک بلا اور تباہ کن بیماری ہے اور علم کی برکتوں کو ختم کرنیوالی (خدا کی پناہ)، دوجہان کے سردار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے، وہ آدمی اللہ تعالٰی کا شکر بجا نہیں لاتا جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا (ابوداؤد وترمذی از ابوہریرہ) حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالٰی کا شکر ادا نہیں کیا۔ اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں، امام ترمذی نے جامع میں، ضیاء نے المختارہ میں سند حسن کے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں نعمان بن بشیر سے روایت کیا۔

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی شکر المعروف آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۶
جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الشکر الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۷

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲/ ۱۷
مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۲ و ۴/ ۲۷۸

بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ، حق عزوجل فرماید لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید[1] ہر آئینہ اگر سپاس آرید بیشک بیفزایم وبیشتر بخشم شمارا واگر ناسپاسی ورزید پس بدرستیکہ عذاب من سخت ست و فرمود جلت عظمتہ ان اللہ لایحب کل مختال فخور[2] بدرستیکہ خدائے دوست نمی دارد ہر بسیار دغل سخت ناسپاس را و فرمود عزشانہ ہل نجزی الا الکفور[3] ما کرا سزا میدہیم مگر ناسپاس را و فرمود سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من اولی معروفا فلم یجد لہ جزاء الا الثنا فقد شکرہ ومن کتمہ فقد کفر ہرکہ باوے احسانے کردہ شد واورا عوض نیافت جز آنکہ برائے محسن ثنائے نیک نمودہ پس بہ تحقیق کہ سپاس او بجا آورد وہرکہ پوشید پس بدرستیکہ کافر نعمت شد اخرجہ البخاری فی الادب المفرد وابوداؤد[4] فی السنن والترمذی فی الجامع وابن حبان فی التقاسیم والانواع والمقدسی فی المختارۃ بروایۃ ثقات عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ولفظہ من اُتی فقد شکر ومن کتم فقد کفر۔[5]

اللہ تعالٰی فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اگر تم نے شکر ادا کیا تو بے شک میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری اختیار کرو گے تو (جان لو کہ) بیشک میرا عذاب سخت ہے۔ نیز ارشاد فرمایا ان اللہ لایحب کل مختال فخور بے شک اللہ تعالٰی ہر اترانے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا، یہ بھی فرمایا: ھل نجزی الا الکفور۔ ہم ناشکرے ہی کو بدلہ دیں گے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: من اولی معروفا فلم یجد لہ جزاءً الا الثناء فقد شکرہ و من کتمہ فقد کفر جس کے ساتھ نیکی کی گئی وہ سوائے تعریف کے محسن کے لئے کچھ نہ کرسکا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کردیا اور جس نے اس احسان کو چھپایا وہ کافرِ نعمت (ناشکرا) ہوا۔ (بخاری ادب المفرد، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، مقدسی از جابر بن عبداللہ)

دوم[6] استاذ کے حقوق کا انکار جو کہ

[1] القرآن الکریم ۱۴/ ۷
[2] " ۳۱/ ۱۸
[3] " ۳۴/ ۱۷
[4] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی شکر المعروف آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۷
الترغیب والترھیب الترغیب فی شکر المعروف مصطفی البابی مصر ۲/ ۷۷
[5] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۴

27
27

دوم انکار حقوقش کہ صریح خرق اجماع مسلمین بلکہ کافۂ عقلا است وھذا غیر الکفر فانہ ترک العمل وھذا جحد الاصل کما لا یخفی وتخصیص بتلمذ ابتدائے سودش ندہد کہ اجماع مطلق است و در حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمدہ من لم یشکر القلیل لم یشکر الکثیر[1] ہر کہ اندک را شکر نہ کند بسیار را سپاس نیارد اخرجہ عبد اللہ بن الامام فی الزوائد باسناد لا باس بہ والبیہقی فی السنن عن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وللحدیث تتمۃ وھو عند البیہقی اتم واوردہ ابن ابی الدنیا فی اصطناع المعروف مختصراً۔

مسلمانوں بلکہ تمام عقل والوں کے اتفاق کے خلاف ہے، یہ بات ناشکری سے جدا ہے کیونکہ ناشکری تو یہ ہے کہ احسان کے بدلے کوئی نیکی نہ کی جائے اور انکار یہ ہے کہ سرے سے احسان ہی کو نہ مانا جائے اور یہ کہنا کہ استاذ نے تو مجھے صرف ابتداء میں پڑھایا تھا اس شخص کے لئے کچھ مفید نہیں کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے اور حدیث شریف من لم یشکر القلیل لم یشکر الکثیر جس نے تھوڑے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے زیادہ کا بھی شکر نہیں کیا۔ اس حدیث کو عبد اللہ بن امام نے زوائد میں باسناد (اس میں حرج نہیں) روایت کیا۔ اور امام بیہقی نے سنن میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس حدیث کا تتمہ ہے کہ امام بیہقی کے نزدیک اتم ہے اسکو ابن ابی الدنیا نے اصطناع المعروف میں مختصر طور پر ذکر کیا ہے۔

سوم آنکہ ایں تحقیر نکوئے واحسان است کہ تعلیم ابتدائی را جوئے نسنجید ومصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود لا تحقرن من المعروف شیئاً ولو ان تلقی اخاك لوجه طليق زنہار ہیچ نکوئے را خوار مپندار اگرچہ ایں قدر کہ برادر خود را برائے کشادہ پیش آئی۔ اخرجہ مسلم[3] عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوم اس شخص نے نیکی کو حقیر جانا اور ابتدائی تعلیم کے احسان کی کچھ قدر نہ کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، لا تحقرن من المعروف شیئاً ولو ان تلقی اخاك بوجه طليق ہرگز کوئی شخص نیکی کو معمولی نہ سمجھے گو کہ اتنی ہو کہ تو اپنے بھائی کو مسکرا کر ملے۔ اسے مسلم نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[1] مسند احمد بن حنبل عن نعمان بن بشیر — المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۷۸ و ۳۷۵
[2] شعب الایمان حدیث ۹۱۱۹ — دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۵۱۶
[3] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب طلاقۃ الوجہ — قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۹

وفرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یانساء المسلمات لاتحقرن جارۃ لجارتھا ولو فرسن شاۃ[1] اے زنانِ مسلماناں ہرگز خورد و خوار نہ پندارد ہیچ زن ہمسایہ مرزن ہمسایہ خود را یعنی ہدیہ و تصدق اگرچہ سُم گوسپند باشد اخرجہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و درحدیث دیگر آمدہ ولو بظلف محرق[2] اگرچہ سم سوختہ بود وتخصیص زناں ازبہر آن ست کہ سخط وکفران در طبع ایشاں بیشتر از مرداں ست سبحٰن اللہ مگر در ابتدائے کار تعلیم نصوح و تربیت روح کمتر وحقیرتر از سُم سوختہ گوسپند ست کہ اورا وقع ندارند وحقے نشمارند۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: یانساء المسلمات لاتحقرن جارۃ لجارتھا ولو فرسن شاۃ اے مسلمان عورتو! کوئی عورت بھی اپنی پڑوسن کے ہدیے کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا سُم ہی کیوں نہ ہو (بخاری و مسلم از ابوہریرہ) ایک اور حدیث میں ہے ولو بظلف محرق اگرچہ جلا ہوا سُم ہی ہو۔ عورتوں کو خاص طور پر اس لئے فرمایا کہ ناپسندیدگی اور ناشکری میں عورتیں مردوں سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ! شاید اس شخص نے پُرخلوص ابتدائی تعلیم اور روح کی پرورش کو جلے ہوئے سُم سے بھی حقیر اور کم مرتبہ جانا کہ اسے کچھ اہمیت ہی نہیں دیتا اور نہ ہی اس کا کوئی حق شمار کرتا ہے۔

چہارم آنکہ ایں تحقیر را جست والعیاذ باللہ تعالیٰ بسوئے تحقیر قرآن ومختصرات فقہ کہ ہرکہ اینہا آموخت گویا ہیچ نیاموخت العظمۃ للہ اگر کار بالتزام کشیدی خود کفر قطعی بودے حالانکہ تا ازاں کہ حرام اشد وخبث ابعد باشد نسأل اللہ العفو والعافیۃ علماء فرمودہ اند مردے صالح پسرش را معلمی بعلوے معین کرد ہمیں کہ فرزند سورۂ فاتحہ آموخت پدر چار ھزار دینار بشکر فرستاد معلم گفت ہنوز چہ دیدہ اند کہ

چہارم خدا کی پناہ استاذ کی ابتدائی تعلیم کو حقیر جاننا قرآن مجید اور فقہ کی مختصر کتابوں کی بے ادبی کی طرف راجع ہے گویا کہ جس نے انھیں پڑھا اس نے کچھ بھی نہیں پڑھا اگر وہ شخص اسے لازم پکڑتا تو معاملہ یقیناً کفر کی حد تک پہنچ جاتا اب بھی یہ بات شدید حرام اور بدترین خبیث ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت طلب کرتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں ایک نیک آدمی نے اپنے لڑکے کو ایک استاد کے سپرد کیا ابھی لڑکے نے سورۂ فاتحہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب الھبۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۹
صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الانفاق " " " ۱/۳۳۱

[2] سنن النسائی " باب رد السائل نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۳۵۸

اینہا بخشیدہ اند پدر گفت زیں باز پسرم را معلم نباشی کہ عظمت قرآن در دل نداری ، والعیاذ باللہ سبحٰنہ و تعالیٰ۔

پڑھی تھی کہ باپ نے چار ہزار دینار شکریے کے طور پر بھیجے ، استاد نے کہا ابھی آپ نے کیا دیکھا ہے کہ اتنی مہربانی فرمائی ، باپ نے کہا اس کے بعد میرے لڑکے کو ہرگز نہ پڑھانا کہ تمہارے دل میں قرآن مجید کی عزت ہی نہیں ہے ۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔

پنجم آنکہ با استاذ بمقابلہ برآمد و اینہم زائد ناسپاسی ست زیراکہ او ترک شکر ست و ایں ایستان خلاف الاتری ان من لم یذکر النعمۃ فقد کفرھا کما اثبتنا بالاحادیث ومن قابلھا باساءۃ فقد زاد و ایں در رنگ عقوق با پدر ست چراکہ او استاذ را در وزان پدر نہادہ اند لہٰذا مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرمودہ انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم۔[1] ہمیں ست کہ من شمارا بجائے پدرم علم می آموزم شمارا اخرجہ احمد والدارمی و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجۃ و ابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ علماء گفتہ اند حق استاذ را برحق والدین مقدم دارد کہ از ایشاں حیات بدن ست و ایں سبب حیات روح ست

پنجم استاذ کا مقابلہ کرنا یہ بھی ناشکری سے زائد ہے کیونکہ ناشکری تو یہ ہے کہ شکر نہ کیا جائے اور مقابلے کی صورت میں بجائے شکر کے اس کی مخالفت بھی ہے دیکھئے جو شخص احسان کو پیش نظر نہیں رکھتا اس نے احسان کی ناشکری ہے جیسے کہ ہم نے احادیث سے ثابت کیا جس نے احسان کے بدلے برائی کی اس نے تو ناشکری سے بھی بڑا گناہ کیا اور یہ اسی طرح ہے کہ جیسے باپ کی نافرمانی کی جائے کیونکہ استاذ کو باپ کے برابر شمار کیا گیا ہے ، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم میں تمہارے لئے باپ کی حیثیت رکھتا ہوں میں تمہیں علم سکھاتا ہوں ۔ اسے امام احمد ، دارمی ، ابوداؤد ، نسائی ، ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا۔

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب کراہیۃ استقبال القبلۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳
سنن النسائی باب النہی عن الاکتفاء فی استطابۃ باقل الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۶
سنن ابن ماجہ باب الاستنجاء بالحجارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷

فی عین العلم یبر الوالدین فالعقوق من
الکبائر ویقدم حق المعلم علی حقهما
فهو سبب حیٰوة الروح[1] اھ ملخصًا
علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ در تیسیر شرح
جامع صغیر می آرد ؎

من علم الناس ذاك خیر اب
ذاك ابو الروح لا ابو النطف[2]

وخود پیداست کہ شامت عقوق از کجا تا کجا
ست تا آنکہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اورا در جنب اشراک باللہ داشت واز سخت
ترین کبائر انگاشت فقد اخرج الشیخان
والترمذی عن ابی بکرة
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم الا انبئکم باکبر
الکبائر ثلثا قلنا بلی یارسول اللہ
قال الاشراك باللہ وعقوق الوالدین[3]
الحدیث، وخود اگر احادیث ایں
باب شمردن گیریم دفتری بالیست

بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ استاذ کے حق کو والدین کے
حق پر مقدم رکھنا چاہئے کیونکہ والدین کے ذریعے
بدن کی زندگی ہے اور استاذ روح کی زندگی کا
سبب ہے۔ عین العلم میں ہے: والدین کے
ساتھ نیکی کرنی چاہئے کیونکہ ان کی نافرمانی بہت
بڑا گناہ ہے اور استاذ کے حق کو والدین کے حق
پر مقدم رکھنا چاہئے کیونکہ وہ روح کی زندگی کا
ذریعہ ہے (ملخصًا) علامہ مناوی جامع صغیر کی شرح
تیسیر میں نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کو علم سکھائے
وہ بہترین باپ ہے کیونکہ وہ بدن کا نہیں روح
کا باپ ہے ظاہر ہے کہ نافرمانی کی شامت کہاں
تک ہے، حتی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اسے شرک کے پہلو میں شمار کیا اور بدترین کبیرہ گناہ
خیال فرمایا۔ امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے حضرت
ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں
تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتادوں! یہ بات آپ
نے تین دفعہ فرمائی۔ صحابہ نے عرض کی: فرمائیے۔
آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

---

[1] عین العلم الباب الثامن امرت پریس لاہور ص ۳۳۳ تا ۳۳۵
[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث انما انا لکم بمنزلۃ الوالد مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲۶۱/۱
[3] صحیح البخاری کتاب الشہادات باب ماقیل فی شہادۃ الزور قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۶۲/۱
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الکبائر " " " ۶۴/۱
جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ ۱۲/۲، ابواب الشہادات ۵۴/۲ امین کمپنی دہلی

املا کرد۔

ششم آنکہ ایں معنے باباق غلام از آقائے خود ماناست طبرانی از ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت دارد کہ مولائے عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من عَلَّمَ عبدًا اٰیۃً من کتابِ اللّٰہِ تعالٰی فھو مولاہٗ [1] ہر کہ بندہ را آیتے از کتابِ خدا عزوجل آموخت آقائے او شد، و از امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالٰی می آرند کہ فرمود من علّمنی حرفا فقد صیرنی عبدا ان شاء باع وان شاء اعتق [2] ہر کہ مرا حرفے آموخت پس بتحقیق مرا بندۂ خود ساخت اگر خواہد فروشد و اگر خواہد آزاد کند، و امام شمس الدین سخاوی در مقاصد حسنہ از امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ تعالٰی مے آرد کہ گفت من کتبت عنہ اربعۃ احادیث او خمسۃ فانا عبدہ حتی اموت [3] ہر کہ از وے چار یا پنج حدیث نوشتم بندہ اش شدم تا آنکہ بمیرم بلکہ در لفظ دگر گفت ماکتبتُ عن احد حدیثا

اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ اور اگر اس قسم کی حدیثیں گننا شروع کردی جائیں تو ان کے لئے دفتر درکار ہوگا۔

ششم [1] یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک غلام اپنے آقا سے بھاگ جائے، طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من عَلَّمَ عبدًا اٰیۃ من کتاب اللہ تعالٰی فھو مولاہ جس نے کسی آدمی کو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھائی وہ اس کا آقا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں من علمنی حرفا فقد صیرنی عبدًا ان شاء باع وان شاء اعتق جس نے مجھے ایک حرف سکھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنا لیا چاہے تو مجھے بیچ دے اور چاہے تو آزاد کردے۔ امام شمس الدین سخاوی حدیث کے امیر المومنین شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا من کتبت عنہ اربعۃ احادیث او خمسۃ فانا عبدہ حتی اموت جس سے میں نے چار یا پانچ حدیثیں لکھیں میں اس کا تاحیات غلام ہوں بلکہ انھوں نے فرمایا ماکتبتُ عن احد حدیثا

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۷۵۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/۱۲۲

[2]

[3] المقاصد الحسنۃ تحت حدیث ۱۱۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۴۲۱

الا وکنت لہ عبدا ما حیی[1] یعنی از ہر کہ یک حدیث نوشتہ ام مدۃ العمر او را بندہ ام و این احادیث و روایات آں زعم باطل را نیز از بیخ بر می کند کہ تعلیم ابتدائی را قدرے ندانست و خود معلوم ست کہ اباق از مولی کبیرہ الیست عظمے تا آنکہ سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم آبق را کافر گفتہ است کما رواہ مسلم[2] عن جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ و ناپزیرا شدن نمازش در احادیث کثیرہ وارد ست لحدیث مسلم[3] عنہ و حدیث الترمذی عن ابی امامۃ و حدیث الطبرانی و ابن خزیمۃ و ابن حبان عن جابر و حدیث الحاکم و المعجمین الاوسط والصغیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم کلہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والسرد یطول۔

ہفتم خود را براو ستاذ فضل می نہد و این خلاف ماموریست اخرج الطبرانی فی الاوسط و ابن عدی فی الکامل عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تعلموا العلم و تعلموا

الا وکنت لہ عبدا ما حیی جس سے میں نے ایک حدیث لکھی میں اس کا عمر بھر غلام رہا ہوں۔ یہ حدیثیں اور روایتیں اس باطل خیال کو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہیں کہ ابتدائی تعلیم کی کیا قدر ہے اور واضح ہے کہ آقا سے بھاگ جانا بہت بڑا گناہ ہے حتی کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بھاگنے والے غلام کو کافر فرمایا ہے جیسے کہ امام مسلم نے جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا بھاگنے والے غلام کی نمازوں کا نامقبول ہونا بہت سی حدیثوں میں وارد ہے جیسے کہ امام مسلم نے جریر بن عبد اللہ سے امام ترمذی نے ابو امامہ سے طبرانی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت جابر سے حاکم معجم اوسط اور معجم صغیر نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی تمام روایات کے نقل کرنے سے طوالت پیدا ہوگی۔

ہفتم اپنے آپ کو استاذ سے افضل قرار دیتا ہے اور یہ خلاف ماموریت ہے طبرانی نے اوسط میں اور ابن عدی نے کامل میں ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تعلموا العلم و تعلموا

---

[1] المقاصد الحسنۃ تحت حدیث ۱۱۵۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۴۲۱

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تسمیۃ العبد الآبق کافراً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۸

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱/ ۵۸

للعلم السکینة والوقار وتواضعوا لمن
تعلمون منه[1] علم آموزید و بہر علم سکون و
مہابت آموزید و پیش اوستاذ کہ شما را تعلیم کردہ
است تواضع وفروتنی ورزید بخردانِ سعادتمند
اگر براوستاذ چربندہم از برکت وفیضِ اوستاذ
دانند وبیشتر ازپیشتر روئے برخاک پایش مالند،
ع کاخرای بادصبا ایں ہمہ آوردۂ تست
وبیخرداں شریر اوند چوں سرپنجہ توانائی یابند
برپدر پیر بسرہنگی شتابند وسر از خط فرمانش
تابند زود بینی کہ چوں بہ پیری رسند کیفر کفران
از دست خود چشند کما تدین تدان و لعذاب
الاٰخرة اشد وابقٰی۔

للعلم السکینة والوقار وتواضعوا لمن
تعلمون منه علم سیکھو اور علم کے لئے ادب و
احترام سیکھو، جس استاذ نے تجھے علم سکھایا ہے
اس کے سامنے عاجزی اور انکساری اختیار کرو
عقلمند اور سعادت مند اگر استاذ سے بڑھ بھی
جائیں تو اسے استاذ کا فیض اور اس کی برکت
سمجھتے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ استاذ کے
پاؤں کی مٹی پر سر ملتے ہیں ع
آخر اے بادصبا! سب تیرا ہی احسان ہے
بے عقل اور شریر اور ناسمجھ جب طاقت و توانائی
حاصل کرلیتے ہیں تو بوڑھے باپ پر ہی زور آزمائی
کرتے ہیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی اختیار
کرتے ہیں جلد نظر آجائے گا کہ جب خود بوڑھے ہوں گے تو اپنے کئے ہوئے کی جزا اپنے ہاتھ سے
چکھیں گے، جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، اور آخرت کا عذاب سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

ہشتم آنکہ علماء فرمودہ اند
از حق اوستاذ برشاگرد آنست کہ بر فراشِ او
نہ نشیند اگرچہ اوستاذ حاضر نہ باشد، فی
رد المحتار حاشیة الدر المختار عن منح الغفار عن
الفتاوی البزازیة عن الامام الزندویستی
قال حق العالم علی الجاھل وحق الاستاذ
علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لایفتتح
الکلام قبله ولایجلس مکانه وان غاب

ہشتم علماء فرماتے ہیں کہ استاذ کا
شاگرد پر یہ بھی حق ہے کہ استاذ کے بستر پر
نہ بیٹھے اگرچہ استاذ موجود نہ ہو، درمختار کے حاشیے
ردالمحتار میں منح الغفار سے انھوں نے فتاوی
بزازیہ سے انھوں نے امام زندویستی سے نقل
کیا کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاذ کا حق شاگرد
پر برابر ہے کہ اس سے پہلے بات نہ کرے
اس کی جگہ نہ بیٹھے اگرچہ وہ موجود نہ ہو اور اسکی

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۶۱۸۰ مکتبة المعارف ریاض ۷/۱۰۵
الکامل لابن عدی ترجمہ عباد بن کثیر الثقفی دار الفکر بیروت ۴/۱۶۴۲

ولا یرد علیه کلامه ولا یتقدم علیه فی مشیه[1] پس چگونه روا باشد که اوستاذ را بزور از منصبش افگنند وخود بجایش برآمده لاف‌ها زنند حالانکه از مجلس تا معاش واز منصب تا فراش فرقے کہ ہست پیداست۔

بات کو رد نہ کرے اور چلنے میں اس سے آگے نہ ہو، لہذا کس طرح جائز ہوگا کہ استاذ کو طاقت کے ذریعے اس کے مرتبے سے گرا کر خود اس کی جگہ بیٹھا جائے اور لافیں ماری جائیں حالانکہ بیٹھنے کی جگہ اور معاش میں اسی طرح بستر اور مرتبے میں واضح فرق ہے (یعنی جب استاذ کی جگہ اور اس کے بستر پر بیٹھنا نہیں چاہئے تو اس کے ذریعۂ معاش اور مرتبے کو چھیننا کس طرح درست ہوگا)

نهم همچنیں فرموده اند کہ تلمیذ را در رفتن وسخن گفتن بر اوستاذ تقدم وسبقت نمی رسد کما سمعت آنفا پس چساں گوارا آید کہ اورا بالجبر پستر نمایند وخود پیشی وبیشی گرفتہ بر منصۂ امامت برآیند۔

نہم[9] اسی طرح علماء نے فرمایا ہے کہ شاگرد کو بات کرنے اور چلنے میں استاذ سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے جیسے کہ ابھی گزرا، پھر یہ کس طرح درست ہوگا کہ اوستاذ کو مجبور کرکے پیچھے ہٹا دیا جائے اور خود منصبِ امامت سنبھال لیا جائے۔

دهم آنکہ سید موصوف گر اوستاذ این کس مباش اما آخر مسلمانیست واین کار کہ فلاں خواست بالبداہت موجب ایذائے اوست وایذائے مسلم بے وجہ شرعی حرام قطعی قال اللہ تعالٰی والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا[2] ۝ آنانکہ آزار دہند مردان مومن وزنان مومنہ را بے جرم پس بہ تحقیق کہ

دہم[10] سید موصوف اگرچہ اس شخص کے استاذ نہ ہوں آخر مسلمان تو ہیں اور یہ کام جو اس شخص نے اختیار کیا ہے واضح ہے اس میں سید صاحب کی تکلیف ہے اور مسلمان کو بغیر کسی شرعی وجہ کے تکلیف دینا قطعی حرام ہے اللہ تعالٰی نے فرمایا: والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا ۝ وہ لوگ جو ایماندار مردوں

---

[1] رد المحتار مسائل شتّٰی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۵۸۱

[2] القرآن الکریم ۳۳/۵۷

بہتان وگناہ آشکارا بر خود برداشتند، سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید من اذٰی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ہر کہ مسلمانے را آزار داد مرا اذیت رسانید و ہر کہ مرا اذیت رساند حق تعالٰی را ایذا کرد، [1] و ہر کہ او سبحانہ را ایذا کرد پس سرانجام ست کہ بگیرد اورا اخرجہ الطبرانی فی الاوسط [1] عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن، وامام اجل رافعی از سیدنا علی کرم اللہ وجہہ روایت کرد مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لیس منا من غش مسلما او ضرہ او ماکرہ [2] از گروہ ما نیست آنکہ بدغا بدی مسلمانے خواہد یا باو ضررے رساند یا باوے بمکر پیش آید واحادیث دریں باب بسیار است بحیث لا مطمع فی الاستقصاء۔

اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف دیتے ہیں بے شک انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے ذمے لے لیا۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ جس نے مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالٰی کو تکلیف دی یعنی جس نے اللہ تعالٰی کو تکلیف دی بالآخر اللہ تعالٰی اسے عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔ وامام اجل رافعی نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ولیس منا من غش مسلما او ضرہ او ماکرہ یعنی وہ شخص ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے جو مسلمان کو دھوکا دے یا تکلیف پہنچائے یا اسکے ساتھ مکر کرے، اس بارے میں بیشمار حدیثیں ہیں۔

یازدہم آنکہ ایں معنی موجب تذلیل آں مسلمان ست کما بیّن السائل ومصطفٰے فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اذل عندہ مؤمن فلم ینصرہ وھو یقدر علی ان ینصرہ اذلہ اللہ علٰی رؤس الاشہاد یوم القیٰمۃ یعنی ہر کہ پیش او

یازدہم [11] یہ بات اس مسلمان کی بے عزتی کا سبب ہے جیسے کہ سوال کرنے والے نے بیان کیا اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: من اذل عندہ مؤمن فلم ینصرہ وھو یقدر علی ان ینصرہ اذلہ اللہ علی رؤس الاشہاد یوم القیامۃ یعنی جس شخص کے

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۲ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/۳۷۳

[2] التدوین فی اخبار قزوین باب الشین زیارات حرف ش بیروت ۳/۸۷

تذلیل مسلمانے کردہ شود و او با وصف قدرت قیام
بنصرت ننماید حق جل وعلا او را روز قیامت برملا
ذلیل و رسوا فرماید اخرجه الامام احمد[1]
عن سهل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ
عنه باسناد حسن العظمة للہ چوں سکوت بر تذلیل
مسلم باعث چنیں عذاب مولم ست قیاس می باید کرد
کہ خود بہ تذلیلش پرداختن و در وجہ اعزازی کہ
او را پیش مسلماناں ست بے وجہ رخنہ انداختن
چہ قدر موجب عتاب و غضب رب الارباب باشد
والعیاذ باللہ۔

سامنے کسی مسلمان کی بے عزتی کی جائے اور طاقت
کے باوجود اس کی امداد نہ کرے تو قیامت کے
دن اللہ تعالیٰ اسے برملا ذلیل و رسوا کرے گا۔
اسے امام احمد نے سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ تمام عظمتیں
اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے
کہ مسلمان کی بے عزتی کو دیکھ کر خاموش رہنا ایسے
عذاب کا باعث ہے تو خود اسے ذلیل کرنے کے
درپے ہونا اور جس مرتبہ کی وجہ سے اسے مسلمانوں
کے نزدیک عزت حاصل ہو اس میں رخنہ اندازی
کی کوشش کرنا کس قدر عذاب اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہو گا۔

دوازدهم آنکہ شناعت حسد خود
نہ چنانست کہ محتاج بیان ست و اگر ہیچ نبودے
جز آنکہ مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ است
لا یجتمع فی جوف عبد الایمان والحسد
بہم نشود در دل بندہ ایمان وحسد اخرجه[2]
ابن حبان فی صحیحه ومن طریقه البیهقی
عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه
و فرمودہ است صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ایاکم والحسد فان الحسد یاکل
الحسنات کما تاکل النار الحطب او قال

دوازدهم[12] حسد (یہ کوشش کرنا کہ
کسی کا مرتبہ چھن جائے) کی برائی محتاج بیان
نہیں۔ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں: لا یجتمع فی جوف عبد الایمان و
الحسد آدمی کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں
ہوتے۔ اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور
بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا: ایاکم والحسد فان الحسد یاکل
الحسنات کما تاکل النار الحطب و قال

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن سہل بن حنیف المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۸۷
[2] موارد الظمآن کتاب الجہاد حدیث ۱۵۹۷ المطبعة السلفیہ ص ۳۸۵
شعب الایمان حدیث ۶۶۰۹ دار الکتب العلمیة بیروت ۵/۲۶۶

العشب دور باشید از حسد که حسد می خورد حسنات را چنانکه میخورد آتش ہیزم را یا فرمود گیاہ را۔ اخرجه ابوداؤد والبیھقی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه، وابن ماجة وغیرہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنه ولفظه الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب[2] الحدیث۔ و در مسند الفردوس از معٰویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مرویست کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الحسد یفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل[3] حسد تباہ می کند ایمان را چنانکہ تباہ میکند صَبِر شہد را، و صَبِر بفتح صاد کسر با عصارۂ درختیست بہ تلخی معروف باز حسد نیست جز آنکہ از کسے زوال نعمتی خواہند کما عرفه بذلك العلماء پس بخودی خود قیام بازالۂ آن نمودن پیداست کہ وبال ونکالش تا بجا رسیدنی ست۔

العشب حسد سے دُور رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو، یا فرمایا گھاس کو کھاجاتی ہے (ابوداؤد و بیہقی از ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ابن ماجہ وغیرہ از انس رضی اللہ تعالٰی عنہما) مسند الفردوس میں معاویہ ابن حیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: الحسد یفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل حسد ایمان کو اسی طرح تباہ کردیتا ہے جس طرح صَبِر شہد کو تباہ کردیتا ہے۔ صَبِر، صاد پر فتحہ اور با، کے نیچے کسرہ ایک درخت کا انتہائی کڑوا نچوڑ ہے پھر حسد اسے کہتے ہیں کہ کسی کی نعمت کے چھن جانے کی آرزو کی جائے جیسے کہ علماء نے حسد کی تعریف کی ہے، پھر کسی کی نعمت کو ختم کرکے خود اس کی جگہ پہنچنے کی خواہش کا وبال کہاں تک ہوگا۔

سیزدھم آنکہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکمال رحمت وعنایتے کہ برحال مسلمانان دارد روانداشتہ است کہ خطبہ برخطبۂ مسلمانے کنند یا سوم برسوم وے نمایند

سیزدھم[13] نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مسلمانوں کے ساتھ بیحد شفقت ہے اس کے باوجود آپ نے اس بات کو جائز نہ رکھا کہ ایک مسلمان نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحسد آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۱۶
شعب الایمان حدیث ۶۶۰۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵/۲۶۶
[2] سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب الحسد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۰
[3] کشف الخفاء بحوالہ الدیلمی عن معاویۃ بن حیدۃ حدیث ۱۱۲۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۱۴

اخرج الائمۃ احمد والشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لایخطب الرجل علٰی خطبۃ اخیہ ولا یسوم علی سومہ[1] وفی الباب عن عقبۃ بن عامر وعن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم یعنی یکے می خرد وبائع ومشتری برچیزے تراضی کردہ اند دیگرے آید بہا افزاید وخود ببرد یا یکے مرد زنے را خواستگاری کردہ است و رائے برتزویج قرار گرفتہ دیگرے برخیزد وسببے انگیزد ومخطوبہ او را بحبالہ خود کشید ایں ھمہ ممنوع و ناروا است حالانکہ دریں صور تنہا محض قرار داد ست نہ حصول پس چساں حلال باشد کہ بر مسلمانے دست تعدی دراز نمایند وازوے نعمت موجودہ حاصلہ بربایند ایں خود ستم صریح است ومصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الظلم ظلمۃ یوم القیمۃ[2] ستم تاریکیہا ست روز قیامت اخرجہ البخاری ومسلم

دے رکھا ہو تو دوسرا بھی دے دے یا ایک آدمی سودا کر رہا ہو دوسرا بھی سودا کرنے لگ جائے (امام احمد، بخاری ومسلم از ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ) حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: لایخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ ولا یسوم علی سومہ اس سلسلہ میں عقبہ بن عامر اور ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی روایت ہے یعنی ایک آدمی کوئی چیز خرید رہا ہے خریدار اور فروخت کنندہ دونوں راضی ہوچکے ہیں ایک اور آدمی زیادہ قیمت دے کر وہ چیز لے جاتا ہے، یا ایک مرد نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے رکھا ہے اور دونوں رضامند ہوچکے ہیں ایک اور آدمی کسی طریقے سے اس عورت کے ساتھ نکاح کرلیتا ہے یہ سب ناجائز اور ممنوع ہے حالانکہ ان صورتوں میں صرف رضامندی ہی کچھ حاصل نہ ہوا تھا، جب یہ ناجائز ہے تو یہ کس طرح جائز ہوگا کہ کسی کو ایک نعمت حاصل ہو اور اس پر زیادتی کرکے اس نعمت کو چھین لیا جائے یہ صریح ظلم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب البیوع ۱/ ۲۸۷ و کتاب الشروط ۱/ ۳۷۶ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المراۃ وعمتہا " " " ۱/ ۴۵۳
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامیۃ ۲/ ۵۰۸ و ۵۲۹

[2] صحیح البخاری ابواب المظالم باب الظلم ظلمات یوم القیمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۳۱
جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی الظلم امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۲

والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولبسندہ است قولِ او سبحٰنہ وتعالیٰ الالعنۃ اللہ علی الظّٰلمین[1] ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔

علیہ وسلم فرماتے ہیں : الظلم ظلمٰت یوم القیٰمۃ ظلم قیامت کے روز کی اندھیروں کے برابر ہوگا (بخاری ، مسلم ، ترمذی از ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما) اس کے لئے اللہ تعالٰی کا یہ فرمان کافی ہے الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین ظالموں پر خدا کی لعنت ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔

چہارد ھم آنکہ ایں مسلمان کہ باوے ایں چنیں بدیہا میرود بالخصوص پیرو کبیر السن ست وسید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرمود لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ویعرف شرف کبیرنا از ما نیست ہر کہ مہر نکند برخورد ما و بزرگی نشناسد بر کلاں ما اخرجہ[2] احمد والترمذی والحاکم عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن بل صحیح و فرمود صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا یعنی بر روش ما نیست ہر کہ برخورداں رحم و مر پیراں را توقیر نکند اخرجہ الاولات

چہاردھم[14] خاص طور پر یہ برائیاں جس مسلمان کے ساتھ کی جارہی ہیں بوڑھا اور معمر ہے ، سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : لیس منّا من لم یرحم صغیرنا و یعرف شرف کبیرنا وہ ہم میں سے نہیں جو بچوں پر مہربانی نہیں کرتا اور بزرگوں کی عزت کو نہیں پہچانتا (امام احمد ، ترمذی ، حاکم از عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہما) یہ بھی فرمایا : لیس منّا من لم یرحم صغیرنا و لم یوقر کبیرنا وہ شخص ہمارے طریقے پر نہیں جو بچوں پر مہربانی نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا (امام احمد ، ترمذی ،

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

[2] مسند احمد بن حنبل عن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۸۵ و ۲۲۲
جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۴
المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۱/ ۶۲

وابن حبان عن ابن عباس[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہما واسنادہ حسن وبنحوہ للطبرانی فی المعجم الکبیر عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ، وفرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا ولیس منّا من غشنا ولایکون المؤمن مؤمنا حتی یحب للمؤمنین ما یحب لنفسہ یعنی از ما نیست ہرکہ برخوردسالاں شفقت ومرسال خورداں را حق نشناسد ونہ آنکہ مومناں را خیانت کند ومسلمان مسلماں نمی شود تا آنکہ ہمہ مومنین را ہماں خواہد کہ از بہر جانِ خود میخواہد اخرجہ الطبرانی[2] فی الکبیر عن ضمیرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان من اجلال اللہ تعالیٰ اکرام الشیبۃ المسلم الحدیث، از تعظیم خداست بزرگ داشتن مسلمان سپید موی اخرجہ ابوداؤد[3] عن ابی موسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وابن حبان از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وطبرانی از واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ بھی فرمایا: لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا ولیس منّا من غشنا ولا یکون المؤمن مؤمنا حتی یحب المؤمنین ما یحب لنفسہ وہ ہم میں سے نہیں جو بچوں پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا اور وہ شخص جو مومنوں کے ساتھ خیانت کرتا ہے اور آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک دوسروں کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (طبرانی از ضمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان من اجلال اللہ تعالیٰ اکرام ذی الشیبۃ المسلم اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ سفید بالوں والے مسلمان کی عزت کی جائے۔ (ابوداؤد از ابوموسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پانزدہم[4] آنکہ آں پیر بالتخصیص علم دینی دارد و با علما بد بودن و بدی نمودن

پانزدہم[5] وہ معمر بالخصوص علم دین سے بہرہ ور ہے اور علماء کے ساتھ بُرا ہونا اور اُنکے

---

[1] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۴
مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۵۷
المعجم الکبیر حدیث ۱۲۲۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۴۴۹

[2] " عن ضمرہ بن ابی ضمرۃ حدیث ۸۱۵۳ " " " ۸/ ۳۶۸

[3] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تنزیل الناس منازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۹

چنداں بدست کہ بگفتن آید، سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ از امت من نیست آنکہ تعظیم نکند بزرگ مارا وشفقت ننماید خورد مارا وحق نشناسد عالم مارا اخرجہ احمد[1] فی المسند والحاکم فی المستدرک والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن، وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثلثۃ لایستخف بحقہم الا منافق ذوالشیبۃ فی الاسلام و ذوالعلم و امام مقسط سہ کساند کہ سبک نگیرد حق ایشاں را مگر منافق یکے آنکہ در اسلام مویش سپید شد، دوم عالم، سوم پادشاہ عادل اخرجہ الطبرانی[2] عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بطریق حسنہا الترمذی لغیر ھذا المتن۔

شانزدہم آنکہ ایں ذی علم بالخصوص سید ست وتعظیم ایں نسل طاہر و نسب فاخر از اہم واجبات وایذائے آناں و بدخواہی ایشاں از اشد موبقات در حدیث ابوالشیخ

ساتھ بُرائی کرنا اتنا بُرا ہے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ وہ شخص میری اُمت میں سے نہیں جو ہمارے بڑے کی تعظیم نہیں کرتا اور ہمارے بچے پر مہربانی نہیں کرتا اور ہمارے عالم کا حق نہیں پہچانتا (امام احمد، حاکم، طبرانی فی الکبیر از عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ) نبی اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ثلثۃ لایستخف بحقہم الا منافق ذوالشیبۃ فی الاسلام و ذوالعلم و امام مقسط تین شخص ہیں جن کے حق کو صرف منافق خفیف سمجھتا ہے (۱) وہ مسلمان جس کے بال سفید ہوچکے ہوں (۲) عالم (۳) عادل بادشاہ (طبرانی نے اس حدیث کو ایسی سند سے روایت کیا جسے امام ترمذی نے ایک اور حدیث روایت کرتے ہوئے حسن قرار دیا)

شانزدہم ۱۶ بالخصوص وہ عالم سید ہیں اور ان کی دشمنی سخت ہلاکت کا سبب ہے ابوالشیخ ابن حبان اور دیلمی کی روایت میں ہے من لم یعرف حق عترتی والانصار

۱؎ مسند احمد بن حنبل عن عبادہ بن الصامت المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۲۳
الترغیب والترہیب بحوالہ احمد والطبرانی والحاکم الترغیب فی اکرام العلماء مصطفی البابی مصر ۱/۱۱۴
۲؎ المعجم الکبیر عن ابی امامۃ حدیث ۷۸۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/۲۳۸

ابن حبان و دیلمی آمدہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من لم یعرف حق عترتی و الانصار والعرب فھو لاحدی ثلث اما منافق و اما ولد زانیۃ و اما امرؤ حملت بہ امہ لغیر طھر۔[1] ہرکہ نشناسد حق آل من وحق انصار واہل عرب آں بہر یکے از سہ وجہ است یا منافق ست یا بچہ زنا یا مردی کہ مادرش باو در ایام بے نمازی باردار شدہ است واخرج ابن عساکر وابونعیم عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ ایضا یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ[2]، زاد ابونعیم فعلیہ لعنۃ اللہ ملء السماء وملء الارض[3] یعنی سید عالم فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہرکہ از من موئی (یعنی ادنٰی متعلق) را ایذا داد پس بتحقیق مرا آزار رسانید وہرکہ مرا آزار رسانید پس بدرستی کہ حق عزوجل را اذیت کرد پس بروست لعنت خدا بپری آسمان و بپری زمین واحادیث در جلال عترت طاھرہ و تاکید حقوق آنہا خیمہ بسر حد تواتر زدہ است، و

والعرب فھو لاحدی ثلث اما منافق و اما ولد زانیۃ و اما امرؤ حملت امہ فی غیر طھر جو شخص میری آل، انصار اور اہل عرب کا حق نہیں پہچانا وہ یا تو منافق ہے یا حرامزادہ یا اس عورت کا بچہ ہے جو بے نمازی کے دنوں میں حاملہ ہوئی ہو۔

ابن عساکر اور ابونعیم نے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ، زاد ابونعیم فعلیہ لعنۃ اللہ ملء السماء والارض یعنی سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میرے ایک بال (یعنی معمولی سا تعلق رکھنے والے) کو تکلیف دی بے شک اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اس پر زمین وآسمان کے بھرنے کے برابر خدا کی لعنت۔ آل پاک کی عترت اور انکے حقوق کی تاکید کے متعلق حدیثیں حد تواتر کو

---

[1] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۵۹۵۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۶۲۶

[2] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی بن ابی طالب حدیث ۳۴۱۵۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۹۵

[3] " بحوالہ کر وابن المغفل حدیث ۳[illegible]۵۲ " " " ۱۲/۳۴۹

باللہ التوفیق۔

ھفدھم آنکہ چوں سید موصوف حسبِ تصریح سائل ہم بعلم وہم بتقوٰی و ہم بسن دہم بنسب اجل وافضل ست مستحق بکرامت امامت و تعظیم تقدیم ہموں است کہ ایں ہر چہار از وجوہ احقیت ست کما صرح بہ فی تنویر الابصار وغیرہ عامۃ الاسفار، پس منازعتش باوے صراحۃ برخلاف حکمِ شرع ست ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ۔[1]

ہژدھم آنکہ ایں کس میخواہد کہ علم خود را ذریعہ تحصیلِ دنیا کند و در حدیثِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آمدہ است من اکل بالعلم طمس اللہ علی وجھہ وردہ علی عقبیہ وکانت النار اولٰی بہ یعنی ہر کہ علم را ذریعہ جلبِ مال نماید حق عزوجل رُوئے اُورا مسخ فرماید واُو را بر ہر دو پاشنہ اش، باز گرداند وآتشِ دوزخ باو سزاوار تر باشد اخرجہ الشیرازی[2] فی الالقاب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ و در حدیثِ دیگر ست کہ فرمود صلی اللہ

پہنچی ہوئی ہیں وباللہ التوفیق۔

ھفدھم[17] جب سید صاحب موصوف سائل کے کہنے کے مطابق علم وتقوٰی عمر اور نسب میں اعلٰی اور افضل ہیں تو وہی امامت کی عزت وتعظیم کے لائق ہے اور یہ چاروں باتیں امامت کے زیادہ حقدار ہونے کا سبب ہیں جیسے کہ تنویر الابصار وغیرہ فقہ کی بڑی بڑی کتابوں میں تصریح ہے پس ایسے شخص کے ساتھ جھگڑا شریعت کے حکم کے خلاف ہے اور جو اللہ تعالٰی کی قائم کی ہوئی حدوں سے پھاند گیا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

ھژدھم[18] یہ شخص چاہتا ہے کہ اپنے علم کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث شریف میں ہے: من اکل بالعلم طمس اللہ وجھہ وردہ علی عقبیہ وکانت النار اولٰی بہ جو شخص علم کو دنیا کمانے کا ذریعہ بناتا ہے اللہ تعالٰی اس کے چہرے کو بگاڑ دے گا اور اسے اس کی ایڑیوں پر واپس لوٹا دے گا اور دوزخ کی آگ اس کے زیادہ لائق ہے (شیرازی نے القاب میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی) دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

---

[1] القرآن الکریم ۶۵/۱

[2] کنز العمال بحوالہ الشیرازی فی الالقاب حدیث ۲۹۰۴۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۹۶

تعالیٰ علیہ وسلم ومن ازداد علما و لم یزدد
فی الدنیا زھدا لم یزدد من اللہ الا
بعدا ہرکہ در علم افزود و در دنیا بے رغبتی
نیفزود از خدا نیفزود مگر دوری اخرجہ
الدیلمی[1] عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
احادیث دریں باب بسیار ست۔

نوزدھم آنکہ حرفے چند از فلسفہ
مزخرفہ آموختن و اندک فضلہ از کفار سفسطہ
بگدیہ اندوختن پیش او گرامی کاریست بدیع و
ملیع باعثِ فخر و شرف رفیع کہ بر بنالیش خود را
ازاں سید فقیہ افضل و اولیٰ تر بامامت
می انگارد حالانکہ ایں علوم فلاسفہ اعنی طبیعیات
و الٰہیات آنہا کہ مملو و مشحون ست از ضلالاتِ
شنیعہ و بطالاتِ فظیعہ تا آنکہ در وے انبارہا
ست از کفر و شرک و انکار ضروریاتِ دین و
خروارہا از مضادت قرآن و محادت فرمان انبیا
و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین،
و قد فصلنا بعضھا عنقریب فی رسالتنا
سمیناھا "مقامع الحدید علی خد المنطق
الجدید" اقمنا فیھا الطامۃ الکبریٰ
علی المتھورین من متفلسفی
الزمان و باللہ التوفیق و

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: من ازداد علما
ولم یزدد فی الدنیا زھدا لم یزدد
من اللہ الا بعدا جس شخص نے علم زیادہ حاصل
کیا لیکن دُنیا سے بے رغبتی زیادہ نہ ہوئی اسے
اللہ تعالیٰ سے دُوری کے سوا کچھ نہ ملا (دیلمی
از حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ) اس بارے
میں بے شمار حدیثیں وارد ہیں۔

نوزدھم[19] وہ شخص جس کے نزدیک
ملمع شدہ فلسفہ سیکھنا اور کافروں کی بیہودگی
کے باقیماندہ حصے کو گداگری کے ذریعے جمع کرنا
بہت بڑا کام ہے اور فخر و ناز کا باعث ہے
جس کی بنا پر اپنے آپ کو اس سید فقیہ سے
امامت کے زیادہ لائق سمجھتا ہے حالانکہ فلسفیوں
کے یہ علوم یعنی طبیعیات اور الٰہیات جو بدترین
گمراہیوں سے پُر ہیں حتی کہ ان میں کفر و شرک
اور ضرورت دین کے انکار کے ڈھیر لگے ہوئے
ہیں اور بہت سی باتیں قرآن مجید اور انبیاء و
مرسلین کے ارشادات کے مخالف ہیں جیسا
کہ ہم نے بعض باتوں کی تفصیل اپنے رسالے
مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید (جدید
منطق کے منہ پر لوہے کے گرز) میں کی ہے
ہم نے اس میں اس زمانے کے فلسفے کے
دعویداروں پر قیامت قائم کردی ہے ان

---

[1] الفردوس بماثور الخطاب عن علی حدیث ۵۸۸۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۶۰۲

علیه التکلان قطعاً از علوم محرمہ است
فی الدر المختار اعلم ان تعلم العلم یکون
فرض عین (الی ان قال) وحراما وھو
علم الفلسفۃ والشعبدۃ والتنجیم والرمل
وعلوم الطبائعین والسحر[1] وعلامہ زین بن
نجیم مصری رحمہ اللہ تعالٰی در اشباہ والنظائر
فرماید العلم قد یکون حراما وھو علم
الفلسفۃ الخ[2]، علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی
در فتاوٰی خودش فرمود وما کان منہ (ای
من الطبیعی) علی طریق الفلاسفۃ حرام[3]
وہم دراں ست اما الاشتغال بالفلسفۃ
والمنطق فقد افتی بتحریمہ ابن الصلاح
وشنع علی المشتغل بھما واطال فی
ذلک ویجب علی الامام اخراج اھلھما
من مدارس الاسلام وسجنھم وکف
شرھم قال وان زعم انہ غیر معتقد
لعقائدھم فان حالہ یکذبہ[4] ببیں چساں
روشن وسپید میگوید کہ فلسفہ حرام ست و
بر بادشاہِ اسلام واجب کہ اہل آں را از مدارسِ
اسلام بیروں کند و زنداں فرماید تا شر آنہا

علوم کا (بغیر تردید کے) پڑھنا قطعاً
حرام ہے۔ درمختار میں ہے: بیشک علم کا پڑھنا
فرض عین ہے، یہاں تک کہ انھوں نے فرمایا اور
کبھی علم کا پڑھنا حرام ہوتا ہے جیسے کہ علم فلسفہ،
شعبدہ، نجوم، رمل، حکمت، طبعیہ اور جادو۔
علامہ زین بن نجیم مصری رحمہ اللہ تعالٰی اشباہ والنظائر
میں فرماتے ہیں: علم کا پڑھنا کبھی حرام ہوتا ہے
جیسے کہ فلسفہ۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی
اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں: حکمۃ طبعیہ کا جو حصہ
فلاسفہ کے طریقے پر ہو اس کا پڑھنا حرام ہے۔
اسی میں ہے: ابن صلاح نے فلسفے اور منطق کی
حرمت کا فتوٰی دیا اور انھیں پڑھنے والے پر
سخت طعن وتشنیع کی اور اس بارے میں طویل
گفتگو کی بادشاہِ اسلام پر واجب ہے کہ ایسے
لوگوں کو اسلامی مدارس سے نکال کر قید کردے
اور ان کے شر کے دروازے کو بند کردے اگرچہ
ان کا خیال یہ ہو کہ ہم فلاسفہ کے عقائد کے قائل
نہیں کیونکہ ان کی حالت خود انھیں جھٹلا رہی ہے
اگر فلاسفہ کے عقائد کو پسند نہیں کرتا تو فلسفے کا
پابند کیوں ہے کبھی ایسا بھی دیکھا ہے کہ انسان

---

[1] درمختار مقدمۃ الکتاب مطبع مجتبائی دہلی ۱/۶
[2] الاشباہ والنظائر الفن الثالث ادارۃ القرآن کراچی ۲/۲۵۸
[3] فتاوٰی حدیثیہ مطلب ھل یجوز علم التنجیم مطبعۃ الجمالیۃ مصر ص ۳۵
[4] الفتاوی الفقہیۃ باب الاستنجاء دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۵۰

بمسلماناں نرسد و مرد متفلسف کہ دریں جہالات مسمّٰے بعلم توغل دارد و عمر می گزارد اگر دعوٰی کند کہ من بدل عقائد آنہا را جائے ندادہ ام خود حال او بہر تکذیب او بسندست کہ اگر نہ پسند ست چرا پائے بندست ہیچ دیدۂ انسان ہر چیزے راکہ دشمن دارد باختیار خود با وے عمر گزارد و شبہا با وے سحر کند و مدتہا چنگ بدامنش زند و بحصولش غلغلۂ تفاخر افگند و کلہ گوشہا بر آسمان شکند حاش للہ ایں ہمہ علامات رضا و ایثارست ورنہ با دشمن ساعتی بسر بردن دشوارست یا غراب البین لیت بینی وبینك بعد المشرقین ایں ست تقریر کلامش برحسب مرامش رحمہ اللہ تعالٰے

وما ذکرہ فی الفلسفۃ صحیح ومن ثم قال الاوزاعی رحمہ اللہ تعالٰی تحریمھا ھو الصحیح الصواب واما ماذکرہ فی المنطق الفلاسفۃ ھو الذی یحرم الاشتغال بہ ویدل لذلك قولہ کف شرھم وقولہ ومعتقد لعقائدھم[1] اھ ملتقطا وفیہ طول کثیر۔

ایک چیز کو ناپسند رکھنا جو پھر اپنی مرضی سے اپنی تمام عمر اس میں صرف کر دے، راتیں اس کے پیچھے گزار دے اور مدتوں اس کے ساتھ وابستہ رہے اور اس کے حاصل کرنے پر فخر کرے ہرگز نہیں، یہ سب پسندیدگی کی علامتیں ہیں ورنہ دشمن کے ساتھ ایک لحظہ گزارنا بھی مشکل ہوتا ہے جدائی کے کوے (دین سے دور کرنے والے) کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا، علامہ نے فلسفہ کے متعلق جو فرمایا ہے وُہ صحیح ہے، اسی لئے امام اوزاعی نے فرمایا فلسفے کا حرام ہونا درست ہے۔ رہا منطق کا مسئلہ تو فلاسفہ کا منطق پڑھنا حرام، علامہ کی کلام خود اس طرف اشارہ کر رہی ہے (کیونکہ ان کے منطق میں ان کے مذہب کے مطابق مثالیں درج ہوتی تھیں کچھ دُور نہیں تھا کہ ان کے بار بار تکرار سے ذہن میں بیٹھ جائیں ۱۲)

فقیر میگویم واللہ سبحٰنہ لیغفرلی از اول دلیل بر تحریم تفلسف و تقبیح حالش حدیثی ست کہ امام ابو عبد الرحمان دارمی در سنن خودش از سیدنا

فقیر کہتا ہے کہ فلسفے کے حرام ہونے اور اس کی برائی کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام ابو عبد الرحمان دارمی نے سنن میں سیدنا جابر

[1] الفتاوی الفقہیۃ باب الاستنجاء دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۵۰

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کردہ
ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بنسخۃ من التوراۃ فقال یا رسول اللہ ھذہ
نسخۃ من التوراۃ فسکت فجعل یقرأ و
وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یتغیر فقال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ثکلتك الثواکل ما تری ما بوجہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ
وغضب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم والذی نفس محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم بیدہ لو بدا لکم موسٰی
فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء
السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی[1]

یعنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش سید عالم
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نسخہ از توریت آوردہ
وعرضداشت کہ یا رسول اللہ ایں نسخہ ایست
از توریت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی
ہے کہ: ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بنسخۃ من التورٰۃ فقال یا رسول اللہ
ھذہ نسخۃ من التورٰۃ فسکت فجعل یقرؤ و
وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یتغیر فقال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ثکلتك الثواکل ما تری ما بوجہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنظر عمر
الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ
وغضب رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم والذی نفس محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم بیدہ لو بدا لکم موسٰی
فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء
السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی

یعنی عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سید عالم
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں توراۃ کا
ایک نسخہ لائے اور عرض کی: یا رسول اللہ!
یہ توراۃ کا ایک نسخہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالےٰ

---

[1] سنن الدارمی باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ۴۳۵ نشر السنۃ ملتان ۱/۹۵

پاسخ نداد وسکوت فرمود عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خواندن گرفت وچہرۂ مبارک سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم از حالی بحالی گردید بجہت شدت
غضب وعمر ازیں معنی آگاہی نداشت تاآنکہ صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت اے عمر ترا بگریند زنان
گریہ کناں نمی بینی حالتیکہ در رُوئے مبارک
سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیداست
آنگاہ عمر نظر بالا کرد وجانب چہرۂ اقدس
دید فوراً گفت بخدا پناہ میبرم از غضب خدا
و رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پسندیدم خدائے را پروردگار و اسلام را دین
و محمد را نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وازیں کلمہا غضب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرو مے نشست پس سید عالم
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود بخدائے
کہ جان محمد بقبضۂ قدرت اوست
اگر ظاہر شود بر شما موسیٰ علیہ السلام و
شما اتباع او کنید و مرا بگزارید ہر آئینہ راہ
راست گم کردہ باشید واگر موسیٰ بدنیا بودے
و زمانہ ظہور نبوتم دریافتی بدرستی کہ مرا پیروی
کردی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالا چشم انصاف
کشادنی ست توریت کہ کلام الٰہی ست و قرآن
بر تصدیقش نازل محض بوجہ اختلاط تحریفات کارش
بجائے رسید کہ قرائتش چنداں موجب غضب
سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایں فلسفہ ملعونہ بکفر و

علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا،
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھنا شروع
کر دیا، سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
چہرۂ مبارک شدتِ غضب کی وجہ سے ایک حالت
سے دوسری حالت کی طرف بدل رہا تھا، حضرت
عمر فاروق کو اس کی خبر نہ تھی کہ حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے عمر! تجھے
رونے والی عورتیں روئیں تم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے چہرہ انور کی حالت نہیں دیکھ رہے۔
تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حضور کے چہرۂ انور کو دیکھا اور فوراً کہا اللہ تعالیٰ اور
اس کے رسول کے غضب سے خدا کی پناہ ہم اللہ
کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوئے،
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس
ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے
اگر تم پر موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر
ان کی اتباع کرتے تو راہِ راست سے بھٹک جاتے
اور اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں ہوتے اور میری نبوت
کے ظہور کے زمانے کو پاتے تو میری پیروی کرتے۔
اب انصاف کی آنکھ کھولنی چاہیے کہ توراۃ کلام الٰہی
ہے اور قرآن مجید نے اس کی تصدیق کی ہے لیکن
صرف اس بناء پر کہ اس میں تحریف ہو چکی ہے اس کا
پڑھنا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس قدر
ناراضگی کا سبب بنا یہ مردود فلسفہ جو کہ کفر و ضلالت

ضلال مشونہ کہ حبلی چنداست برہم نستہ و راہ
دین بر خدامش بستہ و ربقۃ لقین از گلوئے شان
گسستہ العزۃ للہ چہ جائے آں دارد کہ او
را اجرِ عظیم پندارند و عمر با نظر بوے گمارند
وتخم وداد ش بدلہا کارند با اینہمہ سلامت
روند غضب اشد را مستحق نشوند لا واللہ لایکون
ولوکرہ المبطلون یاز احمد در مسند
وبیہقی در شعب الایمان از جابر رضی اللہ
تعالےٰ عنہ چناں آوردہ اند کہ عمر رضی اللہ
تعالےٰ عنہ باقدس بارگاہ عالم پناہ سید عالم
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حاضر آمد و
بعرض قدسی رساند کہ انا نسمع احادیث
من یہود تعجبنا افترٰی
ان نکتب بعضہا ما از
یہود حدیثہا می شنویم کہ مارا خوش می آید
آیا بروانگی باشد کہ چیزے ازانہا
بنویسیم سید عالم فرمود صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم امتہوکون انتم
کما تہوکت الیہود و
النصارٰی آیا متحیر ید در دین
اسلام وکمال وتمام واغنائے تام او
کہ در احادیث دیگراں طمع دارید چنانکہ
یہود ونصارٰی در دین خود متحیر شدند و
بر علم الٰہی قناعت ناکردہ درایں وآں
فتادند و در قیل وقال زدند لقد جئتکم

سے بھرا ہُوا اور جہالتوں کا مجموعہ ہے اور جس نے
دین کے خادموں کے لئے دین کا راستہ بند
کیا ہوا ہے اور فلسفیوں نے دین کی زنجیر اپنے
گلے سے اتار پھینکی ہے وہ کب اس لائق ہے
کہ اس کا بہت بڑا ثواب گمان کیا جائے اور عمریں
اس پر صرف کر دی جائیں اور اس کی محبت کو دل
میں جگہ دی جائے اس کے باوجود محفوظ رہیں اور
شدید غضب کے مستحق نہ ہوں بخدا اس طرح
نہیں ہو سکتا اگرچہ جھوٹے اسے پسند نہ کریں۔ امام
احمد نے مسند میں اور بیہقی نے شعب الایمان
میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ
سرورِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ انا نسمع
احادیث من یہود تعجبنا افتریٰ ان
نکتب بعضہا ہم یہودیوں سے کئی ایسی باتیں
سُنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں کیا ہمیں اجازت ہے
کہ ہم ان میں سے کچھ باتیں لکھ لیا کریں۔ نبی اکرم
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: امتہوکون
انتم کما تہوکت الیہود والنصارٰی کیا تم
دین اسلام کے مکمل اور کافی ہونے میں متحیر
ہو کہ دوسروں کی باتوں کی طرف توجہ دیتے ہو
جیسے کہ یہودی اور عیسائی اپنے مذہب میں متحیر
ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے پر اکتفا
نہ کرکے اِدھر اُدھر مصروف ہو گئے لقد جئتکم

بہا بیضاء نقیۃ من این ملت و شریعت
را سپید و روشن و صاف و پاکیزہ آوردہ ام
کہ نہ ہیچ شبہہ را در و دخلی نہ با وے سوئے
چیزے دگر حاجتی ولو کان موسیٰ حیا
ماوسعہ الا اتباعی[1] وخود یہود و احادیث
آنہا چہ لائق التفات باشد اگر موسیٰ ہم بدنیا
بودے او را نیز جز پیروی من گنجائش نداشتی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومعلوم ست کہ احادیکہ
ہمچو عمر را خوش آید رضی اللہ تعالیٰ عنہ زنہار مخالف
ملت و منافی شریعت نباشد با اینہمہ نہی نمودند و امت
را براستغناء بشرع مطہر از ہمہ اغیارش دلالت
فرمودند فکیف کہ دامن کفار یونان گیرند و بحر صافی را
پس پشت انداختہ در تیہ ضلالت تشنگی میرند لایاتی
ذلك الا من سفه نفسه
بالجملہ ضرر فلسفہ و ضلال متفلسفہ از
شمس ازہر و از امس اظہر پس در
تحریمش ارتیاب نکنند مگر مریض
القلب ضعیف الایمان والعیاذ
باللہ وعلیہ التکلان بیا تا عنان
بمطلب گردانیم متفلسفہ مذکور این
حرام علماء را ذریعہ تفاخر و

بہا بیضاء نقیۃ میں تمہارے پاس یہ واضح اور
پاکیزہ شریعت لایا ہوں کہ اس میں نہ تو شک و شبہے
کی گنجائش ہے اور نہ کسی اور چیز کی ضرورت
ولو کان موسیٰ حیا ماوسعہ الا اتباعی اگر موسیٰ
علیہ السلام دنیا میں ہوتے تو انھیں بھی میری
پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ ظاہر ہے کہ جو
باتیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت
کو پسند آتی ہوں وہ ہرگز شریعت کے مخالف
نہ ہوں گی اس کے باوجود حضور نے منع فرمایا
اور بتا دیا کہ شریعت مطہرہ کے ہوتے ہوئے کسی
اور چیز کی ضرورت نہیں، یہ کس طرح جائز ہوگا
کہ صاف و شفاف دریا (شریعت مقدسہ) کو
پس پشت ڈال کر یونان کے کافروں کا دامن
تھاما جائے اور گمراہی کے جنگل میں مصیبت کی
موت مول لی جائے یہ وہی شخص کر سکتا ہے جس نے
اپنے آپ کو حقیر و ذلیل بنا دیا ہو۔ الحاصل یہ
فلسفے کا نقصان اور فلسفے کے دعویداروں کی
گمراہی گزشتہ دن اور سورج سے زیادہ ظاہر
ہے لہٰذا اس کی حرمت میں صرف وہی شخص شک
کرے گا جس کا دل بیمار اور ایمان کمزور ہو، نعوذ
باللہ من ذالک۔ آئیے تاکہ اصل مطلب کی طرف

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ احمد و بیہقی فی الشعب باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۰
مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۳۸۷
شرح السنۃ للبغوی باب حدیث اہل الکتاب " " " ۱/۲۷۰

وسیلۂ تفضیل و باعثِ تقدیم در مناجات
رب جلیل دانست پیداست کہ کدام تحسین
بالاتر ازیں باشد و ایں معنی العیاذ باللہ
پہلو بکفر زند چنانکہ علماء در فروع کثیرہ
تنصیص کردہ اند و امام عبدالرشید بخاری
تلمیذ امام اجل ظہیری و امام فقیہ النفس
قاضی خان رحمہم اللہ تعالٰی در خلاصہ
فرماید من قال احسنت لما ھو
قبیح شرعا او جودت کفر[1]
یا رب مگر متفلسفان بر خویشتن نمی بخشایند
کہ ہر فعل محرم لبس ناکردہ زبان بتکبر و
تفاخر مے کشایند کلا بل
ران علٰی قلوبھم ما کانوا
یکسبون[2]، ونسأل اللہ
العافیۃ۔

توجہ دیں کہ مذکورہ بالا شخص، فلسفے کا دعویدار اُس
چیز پر فخر کرتا ہے کہ بناء بریں اپنے آپ کو فضیلت
والا اور امامت کے زیادہ لائق سمجھتا ہے جسے
علماء نے حرام کہا ہے واضح ہے کہ اس سے بڑھ کر
اس حرام فعل کی تعریف وتحسین اور کیا ہوسکتی ہے
نعوذ باللہ من ذٰلک اس میں تو ایک پہلو کفر کا
بھی نکلتا ہے چنانچہ علماء نے بہت سے مسائل
میں تصریح کی ہے، امام اجل ظہیری اور امام
فقیہ النفس قاضیخان کے شاگرد امام عبدالرشید بخاری
رحمہم اللہ تعالٰی فرماتے ہیں، خلاصہ میں ہے کہ
من قال احسنت لما ھو قبیح شرعا
اوجودت کفر (جس شخص نے شرعی قبیح کے
مرتکب کو کہا کہ تو نے اچھا کیا تو وہ کافر ہوگیا)
بار الٰہا! شاید یہ فلسفے کے دعویدار اپنے اوپر
رحم نہیں کرتے کہ حرام فعل کی بناء پر فخر اور تکبر
کرتے ہیں، ہاں ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی
سیاہی چھاچکی ہے۔

بستم آنکہ فضل تفلسف را بر فضل
تفقہ ترجیح دادن کہ ادعائے اولویت بامامت
را منشاء و منزع ہموں تواند بود متضمن تحقیر
علم دین ست کما لا یخفی و تحقیرش
بروجہ صریح کفر قطعی ست اینجا چوں

بستم: فلسفے کی فضیلت کو ترجیح دینا
(فقہ کی فضیلت پر) کیونکہ امامت کے زیادہ لائق
ہونے کے دعوٰی کی یہی وجہ ہوسکتی ہے اس میں
ضمناً علم دین کی توہین ہے جیسے کہ ظاہر ہے
اور علم دین کی صراحۃً توہین کفر ہے یہاں چونکہ

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۸۹
[2] القرآن الکریم ۸۳ / ۱۴

پائے تفصی درمیان ست نزاع لزوم و التزام عیان ست کما بیناہ فی مقامع الحدید واللہ الھادی الی المسلک السدید۔

یہ بات ضمناً آگئی ہے اس لئے یہی کہا جائے گا کہ علم دین کی توہین لازم آئی ہے اس شخص نے اس کا التزام نہیں کیا (اس لئے کفر کا قول نہیں کیا جائے گا) جیسے کہ ہم نے "مقامع الحدید" میں بیان کیا۔

ایں بست وجہ است، نجیح و وجیہ مفید فقیہ و مبید سفیہ کہ بر نہج ارتجال بحال استعجال سپرد خامہ نمودہ شد و ماناکہ اگر غوری رود وجوہ دیگر منجلی شود اما ہمیں قدر بسند ست و تطویل ممل ناپسند حالا مسلماناں نگہ کنند کہ شرع مطہر امامت فاسق را نہ پسندید تا آنکہ بسیارے از علماء امامتش را مکروہ تحریمی قریب حرام و آناں را کہ بتقدیمش بر دارند مبتلائے آثام گفتہ اند علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اللہ تعالٰی در شرح کبیر منیہ عبارت فتاوی الحجۃ نقل کردہ میفرماید فیہ اشارۃ الی انھم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ وفعل ما ینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ ولذا لم تجز الصلوۃ خلفہ اصلاً عند مالک وروایۃ عن احمد[۱]، وہمیں است ارشاد امام زیلعی در تبیین الحقائق

یہ بیس عمدہ اور بہترین وجہیں فقیہ کے لئے مفید اور بیوقوف کے لئے تباہ کن قلم برداشتہ فی البدیہہ لکھ دی گئی ہیں، اگر مزید غور کیا جائے تو اور وجوہ بھی ظاہر ہو سکتی ہیں تاہم انھیں پر اکتفاء کیا جاتا ہے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ اب مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ شریعتِ مقدسہ نے فاسق کی امامت کو پسند نہیں کیا حتی کہ بہت سے علماء نے اسے مکروہ تحریمی اور حرام کے قریب فرمایا ہے اور ایسے شخص کو امام بنانے والوں کو گناہِ عظیم کا مبتلا قرار دیا ہے، علامہ ابراہیم حلبی کبیری شرح منیہ میں فتاوٰی حجہ سے نقل کرکے فرماتے ہیں: اس میں اشارہ ہے کہ فاسق کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے کیونکہ اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ وہ امورِ دین کا چنداں خیال نہیں کرتا اور شریعت کے لازمی امور کے ادا کرنے میں سستی سے کام لیتا ہے کچھ بعید نہیں کہ وہ نماز کی بعض شرطوں کو بھی ترک کر دے اور نماز کے مخالف کوئی کام کر بیٹھے بلکہ اس کے فسق کے پیشِ نظر غالب یہی گمان ہے اسی لئے امام مالک کے نزدیک اس کے پیچھے نماز بالکل جائز نہیں۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق

---

[۱] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۴–۵۱۳

شرح کنزالدقائق وعلامہ حسن شرنبلالی درمراقی الفلاح شرح متن خودش نورالایضاح ذکر کردش وعلامہ سید احمد طحطاوی درحاشیہ مراقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سبحٰن اللہ چوں امامت فاسق بفسق واحدا را نوبت بانجا رسیدست ایں کسے کہ وجوہ عدیدہ از فسق جمع کردہ کہ ازانہا بعضے روئے بسوئے کفر آوردہ والعیاذ باللہ ہیچ محل آں باشد کہ امام کردن او روا دارند یا درحرمت اقتدایش نزاعی آرند گیرم کہ نماز پس فاسق وجہ حلت دارد اما کسیکہ درنفس اسلامش خلاف راگنجایشے باشد کیست کہ امامت او را حلال انگارد الاتری ان فی تقدیمہ تعظیمہ وھو حرام عند الشرع بالقطع معہذا علماء ما از امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کردہ اند کہ امامت متکلمان جائز نیست اگرچہ باعتقاد صحیح باشند کما نقلہ الامام الاجل الھندوانی والزاھدی صاحب القنیۃ والمجتبٰی والامام البخاری صاحب الخلاصۃ والامام العلامۃ المحقق حیث اطلق فی الفتح وہمیں معنے فتوائے امام اجل شمس الائمہ حلوائی رحمۃ اللہ

میں امام زیلعی کے ارشاد کا بھی یہی مطلب ہے۔ علامہ حسن شرنبلالی نورالایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں اور علامہ سید احمد طحطاوی نے حاشیہ مراقی میں بھی اسی طرح فرمایا سبحان اللہ جب اس شخص کی امامت درست نہیں جس میں ایک فسق پایا جاتا ہو تو اس شخص کو امام بنانا کس طرح درست ہوگا جس میں کئی وجہ سے فسق پایا جاتا ہے اور بعض وجہیں کفر تک پہنچاتی ہیں (نعوذ باللہ من ذلک) کیا کچھ گنجائش ہے کہ علماء ایسے شخص کے امام بنانے کو جائز رکھیں یا اس کی اقتداء کے ناجائز ہونے میں کچھ اختلاف کریں یہ درست ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز ہونے کی ایک صورت ہے لیکن جس شخص کے اسلام ہی میں اختلاف پایا جاتا ہو اس کی امامت کو کون حلال گمان کرے گا کیا تجھے خبر نہیں کہ اسے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور وہ شرعاً قطعی طور پر حرام ہے اس کے باوجود ہمارے علماء امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ متکلمین کی امامت جائز نہیں اگرچہ ان کا عقیدہ صحیح ہو جیسے کہ امام اجل ہندوانی زاہدی صاحب قنیہ ومجتبٰی امام بخاری صاحب خلاصہ اور ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے نقل کیا، امام الائمہ شمس الائمہ حلوائی کے فتوٰی میں

---

[1] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۰۴

[2] خلاصۃ الفتاوٰی ؍؍ الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۴۹

تعالےٰ علیہ بخط مبارکش یافتہ اند کما نص
علیہ فی الخلاصۃ و ایں روایت
راہمہ ائمہ ممدوحین بقبول و تقریر گرفتہ اند
و در توضیح مراد و تنقیح مفادش طرق عدیدہ
رفتہ محط کلام اکثرے آنست کہ اینجا مراد بمتکلم
کسے ست کہ در فنون کلامیہ زائد بر حاجت توغل
دارد و در تکثیر شکوک و شقاشق عقلیہ عمر عزیز
ضایع برد افاد ذٰلک الامام الھندوانی
و علامہ عبد الغنی نابلسی در حدیقہ ندیہ شرح محمدیہ
گوید المروی عن ابی یوسف رحمہ اللہ
تعالیٰ ان امامۃ المتکلم وان کان
یحق لا تجوز محمول علی الزائد
علی قدر الحاجۃ والمتوغل فیہ کما
قیل من طلب الدین بالکلام تزندق
ولا یرید المتکلم علی قانون
الفلاسفۃ لانہ لا یطلق علی
مباحثھم علم الکلام لخروجہ
عن قانون الاسلام و
ھو من اجزاء الحد، کما
فی البزازیۃ[1]، پس امامت
متفلسفان اولیٰ و احدر بعدم جوازست
کما لا یخفی، بالجملہ شرع مطہر
زنہار نہ پسندد کہ سید موصوف را

جو ان کے خط مبارک سے پایا گیا یہی بات لکھی ہے
جیسے کہ خلاصہ میں ہے اس روایت کو تمام
ائمہ کاملین نے قبول کیا اور اس کی مراد مختلف
طریقوں سے بیان فرمائی ہے، اکثر اس طرف
گئے ہیں کہ اس جگہ متکلم سے مراد وہ شخص ہے
جو علم کلام کے مختلف فنون میں ضرورت سے
زیادہ انہماک رکھتا ہو اور شکوک و شبہات کی
کثرت میں عمر عزیز کو ضائع کر دے، یہ مطلب
امام ہندوانی نے بیان فرمایا، علامہ عبد الغنی
نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف
سے جو یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ متکلم اگرچہ
صحیح عقائد رکھتا ہو اس کی امامت ناجائز ہے
اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ضرورت سے
زیادہ علم کلام میں توجہ اور توغل رکھتا ہو اس کے
پیچھے نماز ناجائز ہے جیسے کہا گیا ہے کہ جس نے
کلام کے ذریعے علم دین کو طلب کیا وہ زندیق ہو گیا
متکلم سے امام ابو یوسف کی مراد وہ شخص نہیں
جو فلاسفہ کے قانون پر کلام کرتا ہو کیونکہ فلسفیوں
کی بحثوں کو علم کلام نہیں کہا جاتا کیونکہ وہ تو
قانون اسلام ہی سے خارج ہیں اور یہ
اجزاء حد میں سے ہے، جیسا کہ بزازیہ میں ہے۔
جب علم کلام میں غلو کرنیوالوں کے پیچھے نماز ناجائز ہے تو فلسفے
کے دعویداروں کے پیچھے بطریق اولیٰ ناجائز ہوگی

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ النوع الثانی من الانواع الثلثۃ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۳۳۲

باوصف چنیں فضائل و استحقاق کل از
منصب امامت بر آرند و ایں کس را با آنہمہ
معاصی و مناہی و دواہی و تباہی بجالیش
بر دارند لاجرم ہرکہ بایں کار واجب الانکار
پرداز و شریک آں متفلسف باشد در اثم
و معاونتش در ایذا و ظلم مستخف بشان سیادت
و علم و عور و بسیاری از شنائع مذکورۃ الصدر
کما لا یخفی علی المنشرح الصدر و اللّٰہ
الہادی فی کل ورد و صدر حضرت حق
جل و علا فرماید لا تعاونوا علی الاثم
والعدوان[1] وہمد گر مکنید بر گناہ و ستم و حاکم
و عقیلی و طبرانی و ابن عدی و خطیب بغدادی
باسانید خود ہا از عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما روایت کنند کہ جناب سید عالم
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می فرمایند من
استعمل رجل من عصابۃ و فیہم
من ہو ارضی للہ منہ فقد
خان اللہ و رسولہ والمؤمنین[2]
یعنی ہرکہ مردی را از جماعتی بر کارے از
کار ہائے ایشاں نصب کرد و در
ایشاں کسے ست کہ پسندیدہ تر ست

جیسا کہ مخفی نہیں ۔ الحاصل شریعت مطہرہ ہرگز
پسند نہیں کرے گی کہ سید موصوف کو اتنے
فضائل اور مستحق ہونے کے باوجود منصب امامت
سے برطرف کر دیا جائے اور اس شخص کو تمام گناہوں
ممنوع حرکتوں کے باوجود ان کی جگہ مقرر کر دیا جائے
یقیناً جو شخص یہ ناپسندیدہ کام کرے گا وہ گناہ
اور اس کی امداد، ایذا، ظلم، شان سیادت اور
علم کی توہین اور بہت ساری سابقہ قباحتوں
میں فلسفے کے اس دعویدار کا شریک ہوگا جیسے
کہ صاحب شرح صدر پر مخفی نہیں ، اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے لا تعاونوا علی الاثم والعدوان
گناہ و ظلم میں ایک دوسرے کی امداد نہ کرو۔
حاکم، عقیلی، طبرانی، ابن عدی اور خطیب
بغدادی نے اپنی سندوں سے عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ سرور عالم
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من
استعمل رجلا من عصابتہ و فیہم من
ہو ارضی اللہ منہ فقد خان اللہ
و رسولہ والمؤمنین جو شخص ایک جماعت
میں سے کسی آدمی کو ان کے کسی کام پر مقرر
کرتا ہے حالانکہ ان لوگوں میں اس سے زیادہ

---

[1] القرآن الکریم ۵/۲
[2] المستدرک للحاکم کتاب الاحکام دار الفکر بیروت ۴/۹۲
الضعفاء الکبیر ترجمہ ۲۹۵ حسین بن قیس دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۴۸

از وے نزد خدا پس تحقیق او خیانت کرد خدا و رسول و مسلمانان را۔ اخرج ابو یعلٰی عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایما رجل استعمل رجلا علی عشرۃ انفس وعلم ان فی العشرۃ افضل ممن استعمل فقد غش اللہ وغش رسولہ وغش جماعۃ المسلمین۔[1] علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالٰی در شرح تیسیر شرح جامع صغیر زیر حدیث اول گوید من استعمل رجلا من عصابۃ ای نصبہ علیہم امیرا او قیما او عریفا او اماما للصلٰوۃ۔[2] امام بخاری در تاریخ وابن عساکر از ابوامامہ باہلی وطبرانی در معجم کبیر از مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہما راوی کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید (وھذا حدیث ابی امامۃ) ان سرکم ان تقبل صلٰوتکم فلیؤمکم خیارکم[3] اگر شما را خوش آید کہ نماز شما مقبول شود باید کہ شما را بہترین شما امامت کند۔ دارقطنی وبیہقی از عبداللہ

مقبول بارگاہ الٰہی آدمی موجود ہے تو اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی۔ ابو یعلٰی نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے دس آدمیوں کی جماعت پر ایک شخص کو مقرر کیا حالانکہ اسے علم ہے کہ ان دس آدمیوں میں مقرر شدہ آدمی سے افضل موجود ہے تو اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی، علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں سابقہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ من استعمل رجلا من عصابتہ یعنی جس شخص نے کسی آدمی کو ایک جماعت کا امیر یا محافظ یا نمائندہ یا نماز کا امام بنا دیا حالانکہ اس سے زیادہ مقبول الٰہی موجود تھے تو وہ خائن ہے، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن عساکر نے ابو امامہ باہلی سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان سرکم ان تقبل صلٰوتکم فلیؤمکم خیارکم اگر تمہیں پسند ہے کہ تمہاری نماز مقبول ہو تو ایسا شخص امام بنے جو تم میں سے افضل ہو،

---

[1] کنز العمال بحوالہ ع عن حذیفہ حدیث ۱۴۶۵۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۱۹
[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من استعمل رجلا الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۳۹۶
[3] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر حدیث ۲۰۴۳۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/ ۵۹۶
" " طب " ۲۰۴۳۴ " " " ۷/ ۵۹۷
المعجم الکبیر

ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت دارند، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمایا اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم[1] بہتران خود را امام کنید کہ ایشاں سفیر شمایند میان شما و پروردگار شما عزوجل وفی الباب عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر۔

الحاصل **خلاصۂ حکم** آنست کہ ایں کس از بدترین فساق و فجارست و بوجوہ چند درچند تعزیر شدید را سزاوار و امامتش ممنوع و نارو ا ملکہ مسلماناں را از صحبتش احتراز اولٰی و زنہار رخصت نباشد کہ آں سید فقیہ را از امامت براندازند و ایں متفلسف سفیہ را بجایش مقرر و موقر سازند کہ متصدی ایں کار شود خود واجب التعزیر و گنہگار شود تقدیم کو و امامت از کجا بلکہ ایں کس را می شاید کہ از شناعات مذکورہ خود باز آید داغ کفران از جبینش و فلسفہ ملعونہ را وداع گوید و بر فضل علم و بزرگی حقش ایمان آرد تکلف و تفلسف و تشدق تصلف را قبیح پندارد و شنیع انگارد و از سر نو کلمہ طیبہ اسلام خواند و بعد ازاں تجدید نکاح بتقدیم رساند فان ذٰلک ھو الاحوط کما

دارقطنی اور بیہقی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم اپنے بہترین آدمی کو امام بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان نمائندے ہیں۔ اس بارے میں طبرانی نے معجم کبیر میں واثلہ ابن الاسقع سے بھی روایت کی ہے۔

خلاصۂ جواب: یہ شخص بدترین فاسق و فاجر ہے اور بے شمار وجوہ کی بناء پر سخت سزا کا مستحق ہے اس کی امامت ناجائز اور ممنوع ہے اور مسلمانوں کو اس کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہئے اور ہرگز اجازت نہیں کہ اس سید فقیہ کو امامت سے برطرف کیا جائے اور فلسفے کے اس دعویدار بیوقوف کو اس کی جگہ مقرر کیا جائے جو شخص اس کام کے درپے ہوگا خود اس کے لئے سزا ضروری ہے بلکہ اس شخص کو چاہئے کہ مذکورہ بالا خرابیوں سے باز آئے اور ناشکری کا داغ اپنے ماتھے سے دھوئے اور مردود فلسفے کو رخصت کرے اور علم دین کی فضیلت اور اس کے حق کی بزرگی پر ایمان لائے فلسفہ پرستی تکلف اور بیہودگی کو برا سمجھے اور ناپسند رکھے اور از سر نو کلمہ طیبہ اسلام پڑھ کر اسلام کی تجدید

[1] سنن الدارقطنی باب تخفیف القرأۃ لحاجۃ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۹۸

29 یظھر بمراجعة الدر المختار وغیرہ من اسفار الکملة، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔

اس کے بعد تجدید نکاح کرے، اسی میں احتیاط ہے، جیسے کہ درمختار وغیرہ دیکھنے سے ظاہر ہوجائیگا واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔

رسالہ
الحقوق لطرح العقوق
ختم ہوا